13

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

7 اپریل 2004ء — 16 صفر المظفر 1425ھ

www.tanzeem.org

احیائے اسلام کی شرطِ لازم

ایمان لامحالہ کچھ ماوراء الطبعیاتی حقائق پر یقین کا نام ہے۔ اور اس راہ کا پہلا قدم یہ ہے کہ انسان اَن دیکھی حقیقتوں پر دکھائی دینے والی چیزوں سے زیادہ یقین رکھے اور سر کے کانوں سے سنی جانے والی باتوں سے کہیں زیادہ اعتماد ان باتوں پر کرے جو صرف دل کے کانوں سے سنی جاسکتی ہیں۔ گویا ''ایمان بالغیب'' اس راہ کی شرطِ اوّلین ہے اور اس کے لئے فکر و نظر کا یہ انقلاب اور نقطہ نظر اور طرز فکر کی یہ تبدیلی لازمی ولابدی ہے کہ کائنات غیر حقیقی اور محض وہمی و خیالی نظر آئے لیکن ذاتِ خداوندی ایک زندۂ جاوید حقیقت معلوم ہو۔ کائنات کا پورا سلسلہ نہ ازخود قائم معلوم ہو' نہ کچھ لگے بندھے قوانین کے تابع چلتا نظر آئے بلکہ ہر آن و ہر سمت ارادۂ خداوندی و مشیتِ ایزدی کی کارفرمائی محسوس و مشہود ہو جائے۔ مادہ حقیر و بے وقعت نظر آئے لیکن روح ایک حقیقتِ کبریٰ معلوم ہو۔ انسان کا اطلاق اس کے جسد حیوانی پر نہ ہو بلکہ اس روحِ ربانی پر کیا جائے جس کی بدولت وہ مسجودِ ملائک ہوا...... حیاتِ دنیوی فانی و ناپائیدار ہی نہیں بالکل غیر حقیقی و بے وقعت معلوم ہو اور حیاتِ اُخروی' ابدی و سرمدی اور حقیقی و واقعی نظر آنے لگے! اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے مقابلے میں دنیا و مافیہا کی وقعت حدیث نبوی ﷺ کے مطابق مچھر کے پَر سے زیادہ محسوس نہ ہو! یہ بات اچھی طرح سمجھ لینے کی ہے کہ جب تک اُمت کے ایک قابل ذکر اور مؤثر حصے میں نقطہ نظر کی یہ تبدیلی واقعتاً پیدا نہ ہو جائے ''احیائے اسلام'' کی آرزو ہرگز شرمندۂ تکمیل نہ ہو سکے گی۔

عوام کی کشتِ قلوب میں ایمان کی تخم ریزی اور آبیاری کا مؤثر ترین ذریعہ ایسے اصحاب علم و عمل کی صحبت ہے جن کے قلوب و اذہان معرفتِ ربانی و نور ایمانی سے منور' سینے کبر' حسد' بغض اور ریا سے پاک اور زندگیاں حرص' طمع' لالچ اور حبِ دنیا سے خالی نظر آئیں۔ خلافت علی منہاج النبوّۃ کے نظام کے درہم برہم ہو جانے کے بعد ایسے ہی نفوسِ قدسیہ کی تبلیغ و تعلیم' تلقین و نصیحت اور تربیت و صحبت کے ذریعے ایمان کی روشنی پھیلتی جارہی ہے اور اگرچہ جب سے مغرب کی الحاد و مادہ پرستی کے زہر سے مسموم ہواؤں کا زور ہوا' ایمان و یقین کے یہ بازار بھی بہت حد تک سرد پڑ گئے' تاہم ابھی ایسی شخصیتیں بالکل ناپید نہیں ہوئیں جن کے ''دلِ روشن'' نورِ یقین اور ''نفسِ گرم'' حرارتِ ایمانی سے معمور ہیں اور اب ضرورت اس کی ہے کہ ایمان و یقین کی ایک عام روایسی چلے کہ قریہ قریہ اور بستی بستی ایسے صاحب عزیمت لوگ موجود ہوں جن کی زندگیوں کا مقصدِ وحید خدا کی رضا جوئی اور اس کی خوشنودی کا حصول ہو۔

ماخذ: اسلام کی نشأۃ ثانیہ

تحریر: ڈاکٹر اسرار احمد

اس شمارے میں

فکرِ آخرت کی اہمیت

نیا جال لائے پرانے شکاری

آپ کے استفسارات

بانئ تنظیم کے جوابات

مشاہیر جنگ آزادی' فرداً فرداً
مولوی محمد جعفر تھانیسری

اسلام میں پردے کی فضیلت

عالم اسلام کی ڈائری

آپ کے خطوط بنام مدیر

مولانا محمد تقی عثمانی سے امیر تنظیم کی ملاقات

قوم ڈاکٹر قدیر خان سے معافی کی طلبگار ہے

کاروانِ خلافت: منزل بہ منزل

سورۃ آل عمران آیت (7)

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْکَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْکِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَاتَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ۚ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ کُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝﴾

''وہی تو ہے جس نے نازل فرمائی آپ پر کتاب اس کی کچھ آیتیں محکم ہیں وہی کتاب کی اصل ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں۔ پس وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے سو وہ پیروی کرتے ہیں (صرف) ان آیتوں کی جو متشابہ ہیں قرآن سے (ان کا مقصد) فتنہ انگیزی اور (غلط) معنی کی تلاش ہے' اور نہیں جانتا اس کے صحیح معنی کو بغیر اللہ تعالیٰ کے' اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم ایمان لائے ساتھ اس کے' سب ہمارے رب کے پاس سے ہے' اور نہیں نصیحت قبول کرتے مگر عقلمند۔''

وہ ایسی ہستی ہے کہ اس نے (اے محمدؐ) آپؐ پر یہ کتاب نازل فرمائی۔ نزولِ قرآن کے لئے کسی کسی جگہ انــزل کا لفظ بھی آجاتا ہے اور یہ Rhythm کے اعتبار سے ہوتا ہے کیونکہ قرآن مجید کی ایک اپنی ملکوتی غنا ہے۔ اس کے اندر ایک موسیقی ہے جسے ہم Divine Music کہہ سکتے ہیں۔ چنانچہ Rhythm کے حوالے سے اگر ضرورت ہو تو نَــزَّلَ اور اَنْــزَلَ ایک دوسرے کی جگہ آجائیں گے۔

قرآن مجید میں کچھ آیات تو محکم اور پختہ ہیں یعنی ان کا مفہوم بالکل واضح ہے اور مطلب صاف ہے۔ ان میں ادھر سے ادھر کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ ایسی آیات اس کتاب کی جڑ یا بنیاد اور اساس ہیں۔ ہاں کچھ دوسری آیات متشابہ ہیں کہ جن کا حقیقی اور صحیح مفہوم متعین کرنا بہت مشکل بلکہ عام حالات میں ناممکن ہے۔ اس کی تفصیل آغاز میں تعارفِ قرآن کے ضمن میں بیان ہو چکی ہے۔ سمجھ لیجئے کہ آیات الاحکام سب کی سب محکم ہیں' مثلاً یہ کام کرو' اس کام سے باز رہو' یہ حلال ہے اور وہ حرام۔ مگر ایسی آیات بھی ہیں جن میں عالمِ غیب سے بحث ہے۔ اللہ کی ذات وصفات کا کیا تصور ہوسکتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے اللہ کا ہاتھ' اللہ کا چہرہ' اللہ کی کرسی' اللہ کا عرش' تو ان چیزوں کا ہم کیا تصور کریں گے۔ اسی طرح فرشتے عالمِ غیب کی چیز ہیں۔ اسی طرح قبر کا معاملہ' عالمِ برزخ' عالمِ آخرت' جنت و دوزخ ہیں کہ ان کی حقیقت ہم نہیں سمجھ سکتے۔ ہاں ان کے متعلق کچھ باتیں ہمارے ذہن کے قریب لا کر بتا دی ہیں جس سے ان کا ایک اجمالی سا تصور مَالَا یُدْرَکُ کُلُّهٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّهٗ کے تحت قائم ہو جانا چاہئے۔

یہاں یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ Physical Phenomenon سے متعلقہ آیات ایک وقت تک متشابہات میں سے رہیں' لیکن رفتہ رفتہ سائنس کا علم بڑھتا چلا جا رہا ہے تو ان میں سے بہت سی چیزیں اب محکم ہو کر سامنے آرہی ہیں۔ کئی چیزیں جو پہلے واضح نہیں تھیں' اب واضح ہو رہی ہیں' لیکن اب بھی بعض چیزیں ایسی ہیں جن کی حقیقت تک ہماری رسائی نہیں ہے۔ مثلاً آسمان سے کیا مراد ہے؟ اب تک واضح نہیں لیکن ہمارا یقین ہے کہ ان شاء اللہ وہ وقت آئے گا کہ انسان سمجھ لے گا کہ ان قرآنی آیات کی یہی تعبیر صحیح تھی۔ کتاب تو مجموعہ احکام ہے' جیسا کہ سورۃ البقرہ میں بار بار کُتِبَ عَلَیْکُمْ کے الفاظ کے ساتھ احکام دیئے گئے' تو گویا ایسی آیات ہی کتاب کی جڑ اور اساس ہیں۔

وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں تاکہ کوئی طرفہ بات نکال کر اپنی ذہانت اور فطانت کا ڈنکا بجا سکیں یا کوئی اور فتنہ یا فساد پیدا کرلیں۔ ذہن ٹیڑھا ہو چکا تو اب انہیں اس ٹیڑھے پن کے لئے قرآن حکیم سے دلیل چاہئے' پھر وہ متشابہات میں سے کسی کو اپنے من پسند مفہوم کی طرف موڑتے ہیں۔ ہاں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کسی کا علمی ذوق ہی ایسا ہو کہ وہ متشابہات کی کامیاب تاویل کے درپے ہو۔ مگر یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ ایسی آیات کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اسی لئے وہ لوگ جو علم میں راسخ اور پختہ ہیں وہ تو یوں کہتے ہیں کہ ہم اس کتاب پر ایمان لائے۔ یہ کل کی کل ہمارے رب کی طرف سے ہے۔ جو بات صاف سمجھ میں آگئی ہے' اس پر عمل کریں گے اور جو بات پوری طرح سمجھ میں نہیں آرہی ہے' اس کے متعلق انتظار کریں گے۔ یہ صحیح انداز صرف وہی لوگ اختیار کرسکیں گے جو ہوش مند ہیں' اور سب سے بڑی ہوش مندی یہ ہے کہ انسان اپنی عقل کی limitations کو جان لے۔ اگر انسان اپنی عقل کی حدود کو نہیں جانتا تو پھر وہ اولوا الالباب میں سے نہیں ہے۔ عقل بڑی شے ہے لیکن یہ ایک حد سے آگے تجاوز نہیں کرسکتی۔

گزر جا عقل سے آگے کہ یہ نور
چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے!

منزل تک پہنچانے والی چیز عقل نہیں قلب ہے۔ تاہم عقل ایک روشنی دیتی اور حقیقت کی طرف اشارے کرتی ہے۔

یہود و نصاریٰ کی نقل

چوہدری رحمت اللہ بٹر

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَا تَّبَعْتُمُوْهُمْ)) قِیْلَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) اَلْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰی؟ قَالَ: ((فَمَنْ؟)) (متفق علیہ)

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم پہلی امتوں کی پیروی ضرور کرو گے اور ٹھیک انہی کے طریقوں پر چلو گے' یہاں تک اگر وہ گوہ کے بل میں گھسیں گے تو تم بھی ان کے پیچھے اسی میں گھسو گے۔'' کسی نے کہا: یارسول اللہ ﷺ کیا اس سے آپ کی مراد یہود اور نصاریٰ ہیں؟ فرمایا: ''اور کون؟''۔

یہود و نصاریٰ نے ابتدا ہی سے اسلام کے خلاف ہو جانے کا فیصلہ کر لیا ہے' وہ ہر طرح سے اسلام کو مٹانے کی کوشش کریں گے اور ایسے ایسے سبز باغ دکھائیں گے کہ مسلمان اُن کی دنیاوی ترقی کا اقرار کرلیں گے۔ اگر مسلمانوں کے دلوں میں اسلام پر قائم رہنے کی کوشش نہ رہی تو پھر یہ انہی کی سی روش اختیار کرنی شروع کر دیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سید احمد کے قلم سے کوفی بخط طغریٰ

تاخلافت کی بناء دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد		شمارہ
13	یکم تا 7 اپریل 2004ء 10 تا 16 صفر المظفر 1425ھ	13

بانی: اقتدار احمد مرحوم

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر انتظامی: سید قاسم محمود

مجلس ادارت

ڈاکٹر عبدالخالق۔ مرزا ایوب بیگ

سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری

مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:

67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور

فون: 6366638-6316638 فیکس: 6305110

E-Mail:markaz@tanzeem.org

مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور

فون: 5869501-03

قیمت فی شمارہ: 5 روپے

سالانہ زرِ تعاون

اندرونِ ملک......250 روپے

بیرون پاکستان

یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)

امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)

☆.☆.☆

''ادارہ'' کا مضمون نگار کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

نیا جال لائے پرانے شکاری

پہلے فرانس کا وزیر خارجہ آیا۔ اطلاع آئی کہ وانا آپریشن تیار ہے۔ قبائل کو وارننگ دے دی گئی۔

پھر برطانیہ کا وزیر خارجہ آیا۔ اطلاع آئی کہ وانا آپریشن عنقریب شروع ہونے والا ہے۔ جرگہ درمیان میں آ گیا ہے۔

پھر امریکا کا وزیر خارجہ آیا۔ اطلاع آئی کہ وانا آپریشن زوروں پر جاری ہے اور طالبان اور القاعدہ کے ارکان کے خلاف سخت کارروائی ہو رہی ہے۔ القاعدہ کے رہنما ایمن الظواہری کا گھیراؤ کر لیا گیا ہے۔ بھاگنے نہیں دیا جائے گا۔ امریکا کے وزیر خارجہ نے خوش ہو کر پاکستان سے رخصت ہوتے وقت' اعلان کر دیا کہ بش انتظامیہ عنقریب امریکی کانگریس سے کہے گی کہ پاکستان کو ''نان نیٹو'' ملک قرار دے کر اس سے مزید قریبی تعلقات استوار کئے جائیں گے۔ سرکاری درباری حلقے یقیناً اس اعلان پر اپنی کامیابی کے راگ الاپ رہے ہیں اور دعویٰ کر رہے ہیں کہ اب ہمارے لئے دودھ اور شہد کی نہریں بہنے لگیں گی' لیکن خارجہ امور کی صحیح فہم رکھنے والے تجزیہ نگار اس امر کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ اس مرتبہ پرانے شکاری جو نیا جال بچھا رہے ہیں' وہ زیادہ خوفناک ثابت ہوگا اور عجب نہیں کہ پاکستان کی آزادی اور خود مختاری ہی کو قینچ کر دیا جائے۔

امریکا سے پاکستان کے تعلقات کی تاریخ کسی وقت بھی خوشگوار نہیں رہی۔ پاکستان کے نازک ادوار کے حوالے سے' امریکا کی بار بار کی جانے والی بے وفائیوں کی ایک طویل داستان ہے۔ 1950ء سے 1980ء تک سویت یونین کے خلاف امریکی دفاعی معاہدوں سیٹو اور سنٹو میں پاکستان کی شمولیت کے وقت سے لے کر سویت یونین کے خلاف عظیم افغان جہاد میں امریکا کی بالواسطہ امداد کے مراحل' اور جہاد کے آخری ایام میں امریکا نے پاکستان کے ساتھ کوئی اچھا سلوک نہیں کیا۔ 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں امریکا پاکستان کا حلیف ہونے کا دعویدار ہونے کے باوجود پاکستان کی مدد کو نہیں آیا' بلکہ اسلحے کی امداد بھی روک دی اور پاکستان کو فوجی ساز و سامان پر پابندی عائد کر دی تھی۔ 1970ء کی جنگ کے دوران بھارت مشرقی پاکستان کو ہڑپ کر گیا' لیکن امریکا صرف ''ساتواں بیڑہ'' بھیجنے کا شاطرانہ پروپیگنڈا کرتا رہا اور خاموش تماشائی بنا رہا۔ 1988ء میں جب سویت یونین کا آخری فوجی بھی افغانستان سے چلا گیا تو امریکا نے فوری طور پر پاکستان کی فوجی اور اقتصادی امداد بند کر دی' حالانکہ پاکستان کی خدمات کے صلے میں اس نے سہولتیں اور مراعات جاری رکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ علاوہ ازیں امریکا نے پاکستان کے نیوکلیئر پروگرام کے خاتمے کے لئے ہر ممکن ہتھکنڈے استعمال کئے' جن میں اقتصادی امداد کی بندش' اسلحے کی فروخت پر پابندی اور ایسے ہی دوسرے قوانین کی امریکی کانگریس سے منظوری شامل ہیں۔ 1998ء میں ایٹمی دھماکے کرنے پر پاکستان کی امداد ایک بار پھر بند کر دی گئی۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ ان تمام نازک ادوار میں پاکستان کو امریکا کا اور امریکا کو پاکستان کا قریبی حلیف سمجھا جاتا رہا۔

11 ستمبر 2001ء کے واقعے کے بعد' القاعدہ اور طالبان کے خلاف امریکا کی دہشت گردی کی جنگ میں ساتھ دینے پر پاکستان کو ایک بار پھر امریکہ کے جنگی حلیف ہونے کا درجہ دیا گیا اور اب غیر نیٹو ممالک کی صف میں شامل کرنے کا اعزاز دیا جا رہا ہے' جس کے نتیجے میں ''غیر نیٹو'' کے ممبر ممالک کو حاصل ہونے والی خصوصی مراعات پاکستان کو بھی حاصل ہو سکیں گی۔ یہ اعزاز پاکستان کو ایک سوچی سمجھی سازش کے نتیجے میں دیا جا رہا ہے' جس میں فرانس' برطانیہ' بھارت اور اسرائیل سب شریک ہیں۔ دنیا جانتی ہے کہ امریکا کو اپنی ''عالمگیریت'' کے نظریے پر عمل درآمد کے لئے ایشیا میں سب سے زیادہ جس ملک کے تعاون کی ضرورت ہے وہ پاکستان ہے' کیونکہ وہ اس خطے کے جغرافیے میں مرکزی حیثیت کا مالک ہے۔ امریکی محکمہ خارجہ کے ترجمان ایڈم اریلی نے میڈیا بریفنگ میں یہ کہہ کر کہ ''پاکستان کو یہ خصوصی حیثیت و مرتبت امریکا کی دہشت گردوں کے خلاف عالمی جنگ میں ''مزید تعاون' بڑھانے کے لئے دی گئی ہے''۔ اس حقیقت پر مہر ثبت کر دی ہے کہ پاکستان کی صورت میں امریکی فوج کی ایک اور ''کالونی'' میں اضافہ ہو جائے گا' جیسی ''غیر نیٹو'' کالونیاں کویت' بحرین' اردن' مصر' جاپان' جنوبی کوریا' فلپائن' تھائی لینڈ اور ارجنٹائن وغیرہ ہیں' جہاں نہ صرف امریکی فوجی اڈے قائم ہیں' بلکہ وہاں امریکی فوجیوں کو ایسی خاص مراعات حاصل ہیں جو ان ممالک کے اصلی باشندوں کو بھی حاصل نہیں ہیں۔

اس ساری داستان میں نقطۂ عروج اس نکتے کو حاصل ہے جو امریکی وزیر خارجہ کولن پاول نے پاکستان میں اپنے حالیہ دورے کے وقت سی این این کو انٹرویو میں بتایا۔ انہوں نے کہا: ''جوں جوں وقت گزرے گا' پاکستان کے عوام کو یہ فہم حاصل ہوتا جائے گا کہ صدر جنرل پرویز مشرف درست سمت میں آگے بڑھ رہے ہیں''۔

بلاشبہ پاکستان کے عوام کو یہ شعور پوری طرح حاصل ہو چکا ہے کہ جنرل پرویز مشرف پاکستان کی کشتی کو کس سمت دھکیلے جا رہے ہیں۔ اب ہمارے رہنماؤں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر' اپنا جال بچھانے کی' پرانے شکاریوں کی عادت بے نقاب ہو چکی ہے۔ عوام یقیناً اب شکاریوں کے دام فریب میں آنے والے نہیں۔ اب حکمرانوں کی بھی آنکھیں کھل جانی چاہئیں تاکہ صرف قریب ہی کی چیزیں نہیں' دور کی چیزیں بھی دیکھنے والی عینک استعمال کیا کریں۔

(مدیر انتظامی)

24 مارچ' بدھ

❁ حماس کے روحانی پیشوا شیخ احمد یاسین کی شہادت (22 مارچ) کے بعد حماس کے دیرینہ مجاہد ڈاکٹر عبدالعزیز رنتیسی کو شیخ احمد یاسین کا جانشین اور حماس کا نیا سربراہ منتخب کیا گیا۔ 56 سالہ ڈاکٹر رنتیسی بچوں کے امراض کے ڈاکٹر ہیں اور وہ حماس تحریک میں سخت گیر لیڈر سمجھے جاتے ہیں۔ انہوں نے منتخب ہونے پر حماس کے عسکری ونگ القسام بریگیڈ سے کہا ہے کہ وہ اسرائیل کو سبق سکھا دیں گے۔ اب اسرائیلی وزیراعظم شیرون اور اسرائیلی اپنی سلامتی کو ترسیں گے۔ ادھر اسرائیلی حکام نے کہا ہے کہ عبدالعزیز دہشت گردی اور تشدد کے حامی ہیں اور وہ اسرائیل کے زندہ رہنے کے حق کو تسلیم نہیں کرتے' لہٰذا ان کے انتخاب کی مذمت کی جاتی ہے۔

❁ پاکستان میں جنوبی وزیرستان کے قبائلی علاقے وانا میں آپریشن جاری ہے۔ پارا چنار اور بنوں ایئرپورٹ کے قریب راکٹ حملوں' بم دھماکوں اور فائرنگ سے پانچ فوجی جوان اور دو نامعلوم قبائلی جاں بحق ہو گئے۔ باجوڑ' لنڈی کوتل اور باڑہ میں فوجی کارروائی کے خلاف ہزاروں قبائلیوں کے مظاہرے ہوئے۔ امریکا کے خلاف نعرے لگائے گئے۔ قومی شاہراہ پر صدر بش کا پتلا جلایا گیا۔

❁ عراق کے شیعہ رہنما آیت اللہ سیستانی نے کہا ہے کہ جب تک اقوام متحدہ عراق کے نئے عبوری آئین کو مسترد نہیں کرتی عالمی ادارے سے مذاکرت نہیں کیے جائیں گے۔ اقوام متحدہ نئے آئین کے نفاذ سے متعلق کوئی قرارداد منظور نہ کرے اور ضمانت دے کہ وہ اس کی حمایت نہیں کرے گی۔

25 مارچ' جمعرات

❁ برطانیہ کے وزیر خارجہ جیک سٹرا نے کہا کہ اسلامی عسکریت پسند یورپ کے ساتھ تہذیبوں کا تصادم پیدا کرنا چاہتے ہیں' اس کے توڑ کے لئے اسلامی دنیا اور یورپ میں پائی جانے والی مشترکہ اقدار کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں ترکی کو یورپی یونین میں شامل کرنے سے بڑی مدد ملے گی۔

❁ روس نے کہا ہے کہ وہ ایران کے ایٹمی پروگرام میں تعاون جاری رکھے گا اور توقع ہے کہ ایران بھی بین الاقوامی ایٹمی توانائی ایجنسی سے تعاون کرتا رہے گا۔ ایران کو اس وقت تک ایٹمی ایندھن فراہم نہیں کیا جائے گا جب تک وہ تمام استعمال شدہ ایندھن روس کو واپس کرنے کے معاہدے پر دستخط نہ کر دے۔

❁ حماس کے بانی رہنما شیخ احمد یاسین پر بھارت کے مسلمان سراپا احتجاج ہیں اور اسرائیل کی اس ظالمانہ کارروائی کی مذمت کرتے ہیں۔ آل انڈیا مسلم مجلس مشاورت نے اسرائیل کی پشت پناہی کرنے والے امریکا سے مطالبہ کیا ہے کہ اسرائیل کے اس ظالمانہ اقدام کے خلاف نہ صرف آواز اٹھائے بلکہ واضح لفظوں میں اس کی مذمت کرے۔ مجلس مشاورت نے مزید کہا کہ امریکا اسرائیل کی طرف سے فلسطینیوں کو نکال باہر کرنے اور مقبوضہ فلسطینی خطے کو اسرائیل میں شامل کرنے کی وزیراعظم شیرون کی پالیسی کی حمایت سے باز آجائے۔

❁ پاکستان کی قومی اسمبلی میں حزبِ اختلاف نے وانا آپریشن کے خلاف شدید احتجاج کیا اور اسمبلی کی کارروائی کے دوران حکومت کی پالیسی کے خلاف نعرے لگائے اور پھر اسمبلی سے واک آؤٹ کیا۔

26 مارچ' جمعہ

❁ پاکستان اور ویت نام نے مختلف شعبوں میں دو طرفہ اقتصادی تعاون بڑھانے کے لئے مفاہمت کی تین یادداشتوں اور ایک معاہدے پر دستخط کئے۔ ویت نام کے صدر نے اسلام آباد میں وزیراعظم جمالی سے ملاقات کے بعد اخبار نویسوں کو بتایا کہ دونوں ملک دہشت گردی اور منظم جرائم کی روک تھام پر متفق ہو گئے ہیں۔

❁ امریکا نے پاکستان کے خلاف 1999ء میں جو پابندیاں عائد کی تھیں' انہیں نرم کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ امریکا نے یہ پابندیاں پاکستان میں 1999ء میں جمہوری حکومت کا تختہ الٹ کر جنرل پرویز مشرف کے اقتدار سنبھالنے کے بعد عائد کی تھیں۔

❁ الجزیرہ ٹی وی چینل سے القاعدہ کے سرکردہ لیڈر ایمن الظواہری کی ایک نئی ویڈیو ٹیپ دکھائی گئی' جس میں پاکستانی عوام سے صدر پرویز مشرف کا تختہ الٹنے کی اپیل کی ہے کہ پاکستانی حکومت امریکا کی ایجنٹ ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ امریکا پاکستان کو ایک مضبوط اور مستحکم ملک نہیں دیکھنا چاہتا۔

27 مارچ' ہفتہ

❁ پاکستان کے وزیر اطلاعات و نشریات شیخ رشید احمد نے کہا کہ ہم کسی کو ایٹمی تنصیبات کے معائنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ انہوں نے القاعدہ کے رہنما ایمن الظواہری کے صدر پرویز مشرف کے خلاف الزامات کو شرانگیز اور بے بنیاد قرار دیا۔

28 مارچ' اتوار

❁ فلسطینی شہر بیسان میں یہودی انتہا پسندوں نے چودہ سو سال پرانی فاروقی مسجد میں آگ لگا دی جس کی وجہ سے اس کی چھت مکمل طور پر جل کر گر پڑی۔

❁ افغانستان میں کرزئی انتظامیہ نے فوج میں 40 فیصد کمی اور بھاری ہتھیار اکٹھے کرنے کا باقاعدہ اعلان کر دیا۔ اقوام متحدہ کی مدد سے یہ کام انتخابات سے قبل مکمل کر لیا جائے گا۔

❁ برطانیہ کے کے مشہور جریدے ''اکانومسٹ'' کی ایک رپورٹ کے مطابق یورپ میں اسلام پھیل رہا ہے اور مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یورپی یونین کے دارالحکومت برسلز میں ''محمد'' کے نام کا بول بالا ہو رہا ہے۔ گزشتہ چار برسوں میں نئے پیدا ہونے والے بچوں میں بیشتر کا نام محمد رکھا گیا۔ *

29 مارچ' پیر

❁ افغانستان کے صدر حامد کرزئی نے ستمبر تک الیکشن ملتوی کر دیئے۔ الیکشن ملتوی کرنے کا مقصد اقوام متحدہ کو زیادہ سے زیادہ ووٹروں کی رجسٹریشن اور انتخابی عمل کی تیاری کے لئے وقت فراہم کرنا ہے۔ افغانستان میں ایک کروڑ پانچ لاکھ افراد ووٹ ڈالنے کے اہل ہیں' لیکن ان میں سے صرف پندرہ لاکھ ووٹر رجسٹرڈ ہیں۔

❁ آج تیونس میں عرب لیگ کا اہم اجلاس منعقد ہونے والا تھا' لیکن سیاسی اصلاحات پر اختلافات کے باعث آخری وقت پر غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کر دیا گیا۔

❁ امریکا نے الجزائر سے کہا کہ وہ اپنے آپ کو ایٹمی ہتھیاروں سے پاک کرنے کے لئے اپنی ایٹمی تنصیبات کو معائنے کے لئے کھول دے۔ امریکی ذرائع کے مطابق الجزائر کے پاس اس وقت ایک بہت بڑا ایٹمی ڈھانچا موجود ہے۔ جن کو ایٹمی ہتھیاروں کی تیاری کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

30 مارچ' منگل

❁ ازبکستان کے شہروں تاشقند اور بخارا میں خودکش حملوں' دھماکوں اور فائرنگ کے واقعات اور تھانوں پر حملوں میں 21 افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہو گئے۔ مبصرین کا خیال ہے کہ تحریک اسلامی ازبکستان کے سربراہ طاہر یلدشیوف کے پاکستان میں زخمی اور روپوش ہونے کی خبر نے ردعمل دکھایا ہے۔ ازبک صدر اسلام کریموف نے پھر اعلان کیا ہے کہ اسلامی جہادیوں سے نمٹنا ہماری پہلی ترجیح ہے۔

❁ پاکستان میں وانا آپریشن کے دوران القاعدہ کا انٹیلی جنس چیف جاں بحق ہوا۔ اس کا نام عبداللہ بتایا گیا ہے۔ تاہم اس کی قومیت اور پورا نام و پتا معلوم نہیں۔

فکرِ آخرت کی اہمیت

مسجد دارالسلام باغ جناح' لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے 19 مارچ 2004ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

سورۃ الکہف کا پہلا رکوع ہمارے زیر مطالعہ ہے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ دجالی فتنے کے اثرات سے محفوظ رکھنے کے لئے سورۃ الکہف کی ابتدائی دس آیات انتہائی تاثیر رکھتی ہیں۔ دجالی فتنہ انتہائی سنگین' خوفناک اور مہیب ہے کہ جس سے ہر نبی اور رسول نے اپنے اپنے زمانے میں پناہ مانگی تھی۔ تمام آسمانی مذاہب کا اس بات پر اجماع ہے کہ اب ہم تاریخ انسانی کے آخری دور سے گزر رہے ہیں' جس کے بارے میں پیشین گوئیاں اور آیات سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی آئی ہیں۔ سورۃ الکہف کی پہلی آیت کا حاصل یہ ہے کہ ہدایت دراصل وہی ہے جو آسمانی ہدایت ہے اور اس کا کامل ترین ایڈیشن قرآن حکیم ہے جو اللہ نے اپنے بندے حضرت محمد ﷺ پر نازل کیا ہے۔ لہٰذا تمام شکر اور تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں۔ سورۂ بنی اسرائیل میں یہی مضمون ان الفاظ میں آیا تھا: ''یہ قرآن ہے جو راہ نمائی کرتا ہے اس راستے کی کہ جو صحیح اور درست ہے۔ اس سے ہٹی ہوئی کوئی شے' کوئی نظام' کوئی فکر' کوئی فلسفہ ہو' وہ سب گمراہی کی صورتیں ہیں۔

دوسری آیت کے دو حصے ہیں۔ پہلے حصے میں ایک وارننگ ہے کہ یہ قرآن سیدھا راستہ بتاتا ہے اور انسان کو ایک بہت ہولناک انجام سے متنبہ بھی کرتا ہے' جو اس کا منتظر ہے۔ انسان جو کہ اشرف المخلوقات ہے' اس کا انجام بہت خوفناک ہے۔ یہ درجہ بدرجہ' قدم بقدم اپنے اس انجام کی طرف بڑھ رہا ہے۔ جہنم اس کا انتظار کر رہی ہے۔ ایک بہت بڑا عذاب اسی انسان کے لئے اللہ نے تیار کیا ہے جسے مسجودِ ملائک بنایا گیا ہے اور یہ کتاب اس کے لئے وارننگ کے طور پر نازل ہوئی ہے۔ اسی آیت کے بین السطور میں یہ بھی ہے کہ دنیا میں خیر و شر کا معرکہ جب اپنے کلائمکس کو پہنچے گا تو بہت بڑی جنگیں ہوں گی' یعنی آرمیگاڈان یا الملحمۃ العظمٰی۔ دنیا میں شر کی قوتیں غالب آجائیں گی۔ ان میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی طاقت بھی ہوگی۔ اس سے جو تباہی پھیلے گی اور انسانیت کا جو خون ہوگا وہ بہت سنگین ہے۔ ساتھ ہی فرمایا: ''یہی قرآن بشارت دیتا ہے ان لوگوں کو اجر حسن کی کہ جو ایمان لائیں اور جن کے اعمال ایمان کے مطابق ہوں۔ یہ بہت عمدہ اجر ہے۔ دنیا میں چاہے ان کے سامنے مشکلات آئیں گی لیکن اللہ تعالیٰ انہیں جو سکون قلبی عطا کرے گا وہ یہاں کے کروڑ پتی اور ارب پتی لوگوں کو بھی حاصل نہیں ہوگا۔ وہ اچھا اجر ابدی ہے۔ اصل زندگی آخرت کی ہے جو ہمیشہ کے لئے ہوگی۔ گمراہیوں میں سب سے بڑی گمراہی شرک ہے اور سب سے بڑا شرک' شرک بالذات ہے کہ کسی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اللہ کا بیٹا یا بیٹی ہے۔ اس میں بدترین شکل عیسائیت نے اختیار کی کہ حضرت مسیحؑ کو اللہ کا صلبی بیٹا قرار دے دیا گیا۔ تاریخ انسانی میں اس سے گھناؤنا شرک کوئی نہیں ہوا۔ انہوں نے توحید کو تثلیث میں بدلا اور پھر تثلیث کو لیا کہ یہ مل کر ایک توحید بن جاتی ہے۔ ع ایک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا۔ یہ وہ عقیدہ ہے کہ جس کے بارے میں ان کے پاس کوئی علم' کوئی سند اور دلیل نہیں۔ یہ عقل سے بھی متصادم ہے اور فطرت کے بھی خلاف۔ پھر بھلا انسان اسے کیسے قبول کرے! تاریخ انسانی میں یہ عقیدہ مذہب کے نام پر انتہائی استحصالی نظام کی شکل تھا۔ اگلی آیت میں اس کے عواقب و نتائج کی طرف اشارہ ہے کہ جو اتنے ہولناک اور سنگین ہیں کہ اگر آپ ان پر غور و فکر کرنے لگیں تو شاید آپ کی جان ہی ختم ہو جائے۔ اس بدترین گمراہی نے پھر اس نظام اور تہذیب کی شکل اختیار کی جو درحقیقت ابلیسی نظام کے طور پر آج دنیا میں رائج ہے۔ ابلیس کے لئے اس سے بڑی کامیابی کوئی نہیں ہو سکتی۔ دجل و فریب ابلیسیت کا سب سے بڑا مظہر ہے اور نوع انسانی کی تاریخ میں ابلیس کو اس سے بڑی فتح پہلے کبھی حاصل نہیں ہوئی۔ جیسے اقبال نے کہا تھا ع ابلیس کو یورپ کی مشینوں کا سہارا' تو اب اس کی پشت پر سائنس اور ٹیکنالوجی کی قوت بھی ہے۔ ابنیت مسیح کے عقیدے کے ردعمل کے طور پر لوگوں میں مذہب کے خلاف ایک بغاوت پیدا ہوئی کہ یہ استحصالی نظام ہے۔ انسانوں نے مذہب کو اپنی زندگیوں سے نکال کر بحراوقیانوس میں پھینک دیا۔ اس دجالی اور مادہ پرستانہ دور میں پیدا ہونے والے تمام فلسفے صرف اسی کو حقیقت قرار دیتے ہیں کہ جس کی ہم تجربہ گاہ میں تصدیق کر سکیں یا مشاہدہ کر سکیں' جبکہ جو ہمارے تجربات و مشاہدات کی رسائی سے باہر ہیں وہ اصل میں کچھ بے معنی الفاظ ہیں جو ہم نے گھڑ لئے ہیں۔ اس تہذیب کے مطابق لفظ ''اللہ'' بھی ایک بے معنی لفظ ہے' معاذ اللہ۔ آخرت کا تصور بے معنی ہے۔ آسمانی مذاہب اور وحی سب لغو باتیں ہیں۔

مغرب میں مذہب سے نفرت کے نتیجے میں جو باغیانہ تہذیب ابھری ہے اس کے نتیجے میں سیکولرازم نے جنم لیا ہے ـــــ یعنی ہم اپنا قانون خود بنائیں گے اور آسمانی ہدایت کے ہم تابع نہیں ہیں۔ ان کے مطابق لفظ ''اللہ'' بے معنی ہے' جس میں سینکڑوں سال تک الجھ کر محض وقت ضائع کیا گیا اور اپنی ترقی کے راستوں کو روکے رکھا گیا۔ اگر اللہ کا کوئی وجود ہے بھی تو وہ آسمانوں میں اپنی بادشاہت کرے' زمین پر دخل اندازی کی اسے کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں ہم اپنا نظام خود بنائیں گے۔ یہ پارلیمنٹ طے کرے گی کہ کیا حلال ہے اور کیا حرام' کیا جائز ہے اور کیا ناجائز۔ کیا قانون بنے گا اور کس چیز پر سزا ملنی ہے' اس میں کوئی آسمانی ہدایت دخل نہیں رکھتی۔ یہ سب سے بڑا باغیانہ کلمہ ہے۔ دوسرے یہ کہ تمام آسمانی کتابوں نے جس چیز کو سب سے بڑا گناہ کہا ہے وہ اس نئے نظام معیشت کی بنیاد ہے' یعنی سود۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے خود کہا کہ جو سود کھا رہے ہیں وہ سن لیں کہ اللہ کی طرف سے ان کے ⇦

خلاف اعلانِ جنگ ہے۔اب سود پر پورا عالمی معاشی نظام استوار ہے۔یوں یہ اللہ کے خلاف سب سے بڑی بغاوت ہے۔پھر اللہ تعالیٰ نے انسان کو شرم وحیا جیسے زیور سے نوازا تھا' لیکن اس تہذیب نے اس کی دھجیاں بکھیر دی ہیں۔ چنانچہ اسی مادر پدر آزاد تہذیب' کلچر' ثقافت' معاشرت کے لئے ہم پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ اس کے راستے کھولو تاکہ یہ سیلاب اس ملک میں بھی آئے۔

یہی دجالیت اور ابلیسیت ہے اور یہ ابلیس کی عظیم ترین فتح ہے۔ اسی نظام اور سائنس' ٹیکنالوجی کی ترقی کا ایک نتیجہ اور نکلا' جسے سمجھنا بہت اہم ہے' کہ دنیا کی زندگی کی چمک دمک اور زیب و زینت ہزاروں گنا بڑھ گئی ہے۔اللہ تعالیٰ نے تو اس دنیا میں انسان کو امتحان کے لئے بھیجا ہے۔ آسمانی ہدایت کا مرکزی نقطہ یہی ہے کہ انسان خود اپنا خالق نہیں بلکہ اس کا ایک پیدا کرنے والا ہے۔ وہ اللہ ہے جو پوری کائنات کا تن تنہا مالک' خالق اور مختار ہے۔ انسانی زندگی کی موت وحیات اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کی ہے تاکہ تمہیں جانچے کہ تم میں کون اچھے عمل کرنے والے ہیں۔ گویا خود اللہ ہمیں بتا رہا ہے کہ یہ دنیا کی زندگی ایک آزمائشی وقفہ ہے۔بقول اقبال ؎

قلزم ہستی سے تو اُبھرا ہے مانندِ حباب
اس زیاں خانے میں تیرا امتحاں ہے زندگی!

اس زندگی کا عنوان ہی امتحان ہے۔اس میں ناکامی کی طرف بھی بہت Temptations رکھی گئی ہیں' اور یہی اصل امتحان ہے۔فرمایا گیا کہ جو کچھ زمین پر ہے' ہم نے اسے اس کی زینت اور سنگھار بنا دیا تاکہ ہم آزمائیں کہ کون ہیں ان میں عمل کے اعتبار سے بہتر۔موجودہ دور میں اس دنیا کی زیب و زینت اور کشش میں ہزاروں گنا اضافہ ہو چکا ہے' جس کی وجہ سے انسان کا امتحان پہلے سے بہت زیادہ کٹھن ہو گیا ہے۔

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے!

دجالی فتنہ کیا ہے اور وہ کون سی اشیاء ہیں جن کی رغبت انسان کے نفس میں رکھ دی گئی ہے' اس حوالے سے سورۂ آلِ عمران میں ہے کہ جو چیزیں پسندیدہ بنا دی گئیں اور جن کی محبت انسان کے دل میں رچا دی گئی ہے' وہ ہیں عورتیں' بیٹے' سونے اور چاندی کے ڈھیر' بڑے اعلیٰ نسل کے نشان زدہ گھوڑے' چوپائے اور کھیتی۔ جب قرآن نازل ہوا تو ترغیبات اس شکل میں تھیں۔اُس وقت کی عورت ایک حد تک ہی بے حیائی کا مظاہرہ کر سکتی تھی مگر آج کی عورت عریانی کے گزشتہ تمام ریکارڈ توڑ رہی ہے۔لہٰذا جنس کے حوالے سے ترغیبات کئی درجے اوپر جا چکی ہیں۔میوزک' رقص' لچر ڈانس' فوٹو گرافی' شوبز کے ذریعے گلیمر پیدا کرنا بھی اسی کا حصہ ہے۔ ہمارے اخبارات میں جس قسم کی خواتین کو آئیڈیل بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور ان کے رنگین صفحات پر جیسے فیچرز چھپتے ہیں' اس سے پوری قوم کو کیا سبق دیا جا رہا ہے؟ یہی کہ ع بے حیا باش و ہر چہ خواہی کن۔

آج آپ اگر سڑک پر چل رہے ہوں تو اپنی نگاہوں کی حفاظت نہیں کر سکتے۔ایک تو خواتین باہر نکلتی ہیں تو بن ٹھن کر نکلتی ہیں' حالانکہ اُن کی زیب و زینت گھر کے اندر ان کے شوہروں کے لئے ہے۔لیکن اب الٹ ہو رہا ہے۔گھر میں تو عورت عام حالت میں رہے گی' لیکن جب باہر نکلے گی تو سج دھج اور پوری رعنائی کے ساتھ نکلے گی۔ اگر آپ اس سے نظر بچانے کی کوشش کریں تو ہر طرف بل بورڈز کا سیلاب ہے۔تو عورتوں کے حوالے سے انسان کے اندر موجود **Temptation** ہزاروں گنا بڑھا دی گئی ہے۔

اس عمل میں اب سائنس اور ٹیکنالوجی کا استعمال بھی کیا جا رہا ہے اور یہ طے کر لیا گیا ہے کہ پوری انسانیت کو شرم وحیا کے لبادے سے محروم کرنا ہے۔ دوسرا لفظ تھا: "بنین" یعنی بیٹے۔ اُس دور میں بیٹے بھی عزت اور شان کی علامت ہوتے تھے۔قبائلی نظام میں کسی شخص کے زیادہ بیٹے ہوں تو گویا اس کے محافظ اور دست وبازو زیادہ ہیں۔اِس دور میں بیٹوں کی وہ حیثیت تو رہی نہیں' لیکن اب شان وشوکت کے اظہار کے نئے طریقے آ گئے ہیں۔ ہمیں مختلف قسم کے کھلونے دے کر بہلایا گیا ہے۔ ؎

الیکشن' ممبری' کرسی' صدارت
بنائے خوب آزادی نے پھندے

کہ الیکشن لڑ کر کونسلر شپ حاصل کرو۔اس کے اندر بھی ایک گلیمر اور احساسِ برتری ہے۔ پھر سونے چاندی کے ڈھیر!یہ اصل میں اُس وقت دولت کی نمائش کا طریقہ تھا۔ آج اس کے لئے بینک بیلنس ہے' اثاثے ہیں' جائیدادیں ہیں' ملک کے اندر اور باہر بینکوں میں جمع شدہ رقوم ہیں۔ ساری دوڑ تو اسی کی لگی ہوئی ہے۔ پھر نشان زدہ گھوڑے! گھوڑا بھی عزت وشان کی ایک علامت تھا۔اس کا ایک مقصد تو سواری ہے' جو کہ ہر شخص کی ضرورت ہے' لیکن اعلیٰ سے اعلیٰ نسل کے گھوڑے رکھنا اُس وقت اپنی امارت اور دنیاوی تفخر کے اظہار کا طریقہ بھی تھا۔اس حوالے سے اب تو سواری کے معاملے میں انسان کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے اور گاڑیوں کے نئے سے نئے ماڈل حاصل کرنے کے لئے ایک دوڑ لگی ہوئی ہے۔ پھر اُس دور میں مویشی اور اراضی بھی دولت کی نمائش کا ایک ذریعہ شمار ہوتے تھے۔ آج کل کی دنیا میں اس کی شکل روز افزوں کاروبار ہے' جس کے لئے سودی قرضوں کی صورت میں رغبت موجود ہے۔ لہٰذا دنیا کی زیب و زینت کئی گنا بڑھ گئی ہے اور نتیجتاً ہماری آزمائش سخت سے سخت تر ہو رہی ہے۔

ارشاد نبویؐ ہے کہ ایک وقت آئے گا جب مسلمانوں کی تعداد تو بہت ہو گی مگر ان کی حیثیت خس و خاشاک اور جھاگ کی مانند ہو گی۔وہ تعداد میں تو بہت ہوں گے لیکن ان کی حیثیت کچھ نہیں ہو گی' اس لئے کہ ان میں ایک مرض پیدا ہو جائے گا اور وہ مرض ہے دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔آج کا انسان ہذیانی طور پر مادہ پرستی کی دوڑ میں لگا ہوا ہے۔ ہمارا پورا میڈیا ہمیں اس طرف لے جا رہا ہے۔ انشورنس کا معاملہ ہو یا سودی معاملات ہوں' ان سب کا پیغام ایک ہی ہے کہ دنیا میں آگے سے آگے بڑھو۔ اس دنیا میں اپنے مستقبل اور بچوں کی فکر کرو۔ یہ ہے وہ دجل اور فریب جو ہمارے ذہنوں پر مسلط کر دیا گیا ہے۔قرآن مجید نے تو ہمارا مستقبل یہ بتایا کہ یوم قیامت والی کل کی فکر کرو۔فرمایا گیا کہ: "اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر شخص جائزہ لے کہ اس نے قیامت کے لئے کیا سامان کیا ہے۔"

دنیا کی ساری چمک دمک اور رنگینی بے حقیقت ہے۔ پیپر کرنسی کی کوئی حقیقت نہیں ہے ۔ یہ سب دجل ہے۔دنیا کی سب سے بڑی طاقت امریکہ بھی دنیا کا سب سے مقروض ملک ہے۔ اس کی رگ جاں یہودی ساہوکاروں کے ہاتھ میں ہے' جن سے اس نے قرض لیا ہوا ہے۔امریکی کرنسی ڈالر پر امریکی حکومت کا اختیار نہیں ہے' بلکہ یہودیوں کے ہاتھوں میں ہے۔اس کی چمک سے وہ نگاہوں کو خیرہ بھی کرتے ہیں اور اسی سے ہمارا ایمان بھی خرید رہے ہیں۔یہ سب جھوٹے نگ ہیں۔اس کے مقابلے میں اقبال کا پیغام یہ تھا:

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں دکھلا کے رخِ دوست تجھے
زندگی اور بھی تیرے لئے دشوار کرے

ہماری منزل دنیا کی کامیابی نہیں ہے بلکہ اصل زندگی تو موت کے بعد ہے۔

اس سورۂ مبارکہ کی ابتداء میں اصحاب کہف کا قصہ ہے جبکہ آخر میں ذوالقرنین کا قصہ ہے۔یہ دو انتہائی حالتیں ہیں۔اصحاب کہف چند نوجوان ہیں جن کا مقابلہ ایک بادشاہ سے ہے' جو سارے اختیارات کا مالک ہے۔ ان چار نوجوانوں نے اللہ پر توکل کیا' اگرچہ آثار نظر آ رہے تھے کہ بچنے کی کوئی شکل نہیں ہے اور موت ہماری منتظر ہے۔بادشاہ نے چند دن کی مہلت دی تھی کہ مجھے تمہاری جوانی پر ترس آیا ہے' لہٰذا تم بھی غور کر لو اور اپنے ان باغیانہ نظریات سے تائب ہو جاؤ۔لیکن انہوں نے سوچا کہ ہم اس ذات پر ایمان لائے ہیں جو رب السموات والارض ہے' تو کیا وہ ہمارے لئے راستہ نہیں نکال سکتا؟ ہم تو اس ظلم کے آگے سر

جھکانے کے بجائے اسی اللہ پر توکل کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے ایک شکل اختیار کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا کے لئے معجزہ بنادیا اور اس سارے واقعے کو عبرت کا نشانہ بنا دیا۔ اس لئے کہ ان کا توکل اللہ کی ذات پر تھا۔

ذوالقرنین کا معاملہ یہ ہے کہ اللہ نے انہیں تمام وسائل سے نوازا تھا اور وہ پھر بھی اللہ کا وفادار رہے۔ انہیں معلوم تھا کہ اصل قوت و اختیار کا مالک اللہ ہے۔ ان دو مثالوں کے درمیان باغ والوں کا ایک واقعہ آیا ہے۔ ایک شخص کو اللہ نے دنیاوی مال و اسباب سے نوازا تھا' لیکن وہ اسباب و وسائل اس کے لئے اللہ کے راستے میں رکاوٹ بن گئے اور وہ اللہ کو بھول گیا۔ وہ مادہ پرستی میں مبتلا تھا جو اس دور کا سب سے بڑا شرک ہے۔

آج کل جنوبی وزیرستان میں جو کچھ ہو رہا ہے 'جب آ گاہی ہوتی ہے تو کلیجہ چھلنی ہوتا ہے۔ ہم اللہ کے نام لیوا ہونے کے دعویدار ہیں' لیکن اس کے باغیوں کے ساتھ مل کر اللہ کے وفاداروں کو کچل رہے ہیں۔ یہ دن بھی ہمیں دیکھنا تھا! یہ سب اس لئے ہے کہ ہمارا توکل اللہ کی ذات پر نہیں رہا۔ ہم سمجھ رہے ہیں کہ اس وقت پوری طاقت امریکہ کے ہاتھ میں ہے' لہٰذا ہم بھی اس کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں۔ ہم دجال کی جنت کے پیچھے بھاگ رہے ہیں۔ ہمیں معلوم ہے کہ صدر مشرف اور فوج جو کارروائیاں کر رہے ہیں' اپنے دل پر جبر کرتے ہوئے کر رہے ہیں۔ کوئی مسلمان یہ نہیں چاہ سکتا۔ یہ سب اسی لئے ہے کہ ہمارا توکل اس ذات پر نہیں ہے جس کے مقابلے میں کوئی قوت ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اور ہم اللہ کی طرف رجوع کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ لہٰذا نہ چاہتے ہوئے بھی سب کچھ کرنا پڑ رہا ہے۔ ہمارے ہاتھ مروڑے جا رہے ہیں۔ انتہائی احمق ہیں وہ لوگ جنہوں نے کہا تھا کہ عبدالقدیر خان کو قربانی کا بکرا بنانے سے بحران چھٹ گیا ہے۔ وہ بحران نہیں ٹل سکتا۔ امریکہ اور مغربی طاقتیں کہہ رہی ہیں کہ ہم اسے آخری انتہا تک پہنچا کر دم لیں گے' لیکن ہم آنکھیں بند کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔ سوچنا چاہئے کہ یہ سلسلہ کب تک جاری رہے گا! پوری قوم کو اپنا قبلہ درست کرنا پڑے گا۔ اگر پوری قوم اپنا قبلہ درست نہیں کرتی تو حالات نہیں سنوریں گے۔ پھر اس قسم کے مزید صدمات کے لئے ہمیں ذہناً تیار رہنا ہوگا۔ یہ وقت بتائے گا کہ امریکہ نے ہمیں اپنے کون کون سے قومی مفادات سے محروم کرنا ہے۔ اس کے تیور بتا رہے ہیں کہ اس کے عزائم بہت خوفناک ہیں۔ دعا کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو صحیح رخ پر سوچنے کی توفیق عطا فرمائے جن کے ہاتھ میں زمامِ کار ہے۔ واقعتاً امریکی عفریت کے آگے ہمارا کوئی دم خم نہیں ہے۔ یہ دم خم تب بنتا ہے جب اللہ ہماری پشت پر ہو۔ لیکن اس کی حمایت حاصل کرنے سے پہلے اپنا قبلہ درست کرنا ضروری ہے۔

PRESS RELEASE

پریس ریلیز

وانا آپریشن دینی اعتبار سے بے غیرتی و بے حمیتی اور ملکی سلامتی کے خلاف گھناؤنی سازش ہے

وزیر داخلہ کا یہ کہنا کہ وانا آپریشن کے لئے اراکین اسمبلی کو اعتماد میں لینے کی ضرورت نہیں تھی' پارلیمنٹ کے منہ پر طمانچے سے کم نہیں کیونکہ ملک کے سوچنے سمجھنے والے تمام طبقات اس بات پر شروع دن سے متفق ہیں کہ قبائلی عوام کو ناراض کرنا پاکستان کے لئے خودکشی کے مترادف ہے۔ چنانچہ وانا میں ہماری حکومت نے جو کچھ کیا وہ گویا ملکی سلامتی اور استحکام کے خلاف ایک گھناؤنی سازش سے کم نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسمبلی میں حکومتی اراکین بھی پھٹ پڑے ہیں کہ آخر یہ فیصلے کہاں ہوتے ہیں اور ہمیں کچھ پتہ نہیں ہوتا۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے وزیر داخلہ کے حالیہ بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے خطاب جمعہ کے درمیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ جنوبی وزیرستان میں ہم اپنے ہی مسلمان بھائیوں کے خلاف جو کارروائی کر رہے ہیں وہ دینی اعتبار سے بے غیرتی اور بے حمیتی ہے۔ یہ وہ دینی حمیت رکھنے والے لوگ ہیں جن کے جذبۂ جہاد کو خود امریکہ نے روس کے خلاف استعمال کیا۔ اور اب امریکہ کے دباؤ کے تحت ہی ہم انہیں گولیوں سے بھوننے اور گرفتار کرنے کے لئے فوجی کارروائی کر رہے ہیں۔ اور جن غیور قبائل نے انہیں پناہ دی ہے ان پر گولہ باری کر کے ہم گویا اپنے ملکی و قومی مفادات کو اپنے ہاتھوں قربان کر رہے ہیں۔ اگرچہ یہ آپریشن موجودہ حکومت کے لئے بھی کڑوے گھونٹ سے کم نہیں لیکن امریکہ ہمیں کبھی نان نیٹو اتحادی بنانے اور کبھی پابندیاں اٹھانے کی تھپکیاں دے کر ہم سے ہر حال میں یہ کام کرانا چاہتا ہے جو کہ کسی طرح ہمارے مفاد میں نہیں' جبکہ ہم سب یہ بھی جانتے ہیں کہ نائن الیون کے بعد بھی امریکہ ہم سے بڑے پُرفریب وعدے کئے تھے لیکن وہ اپنے تمام وعدوں کو بھلا کر مسلسل ہمارا بازو مروڑ کر ہم سے اپنے ناپاک ایجنڈے کی تکمیل کرواتا رہا ہے۔ اسلام کو مٹانے اور جہادی طبقات کو کچلنے کے لئے وہ ہمیں بڑی کامیابی سے استعمال کر رہا ہے۔ یہ بات اب پوری دنیا جان چکی ہے کہ امریکہ بدمست ہاتھی کی طرح اپنے مفادات کے حصول کے لئے تمام عالمی اصول بالائے طاق رکھے ہوئے ہے۔ دراصل اس بدمست ہاتھی کے حقیقی مہاوت یہود ہیں' جو مسلمانوں کی قوت کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ افغانستان پر امریکہ کے ذریعے حملہ اس لئے کرا گیا کیونکہ یہود کو خطرہ تھا کہ طالبان حکومت کے ذریعے کہیں شرع پیغمبر دنیا پر ظاہر نہ ہو جائے۔ جبکہ مشرق وسطیٰ میں اسرائیل کے لئے عراق سب سے بڑا خطرہ تھا۔ چنانچہ طالبان کی طرح بغیر کسی ثبوت کے اس کا کانٹا بھی نکال دیا گیا۔ اسی طرح پاکستان کا ایٹمی پروگرام بھی ان کی نگاہوں میں کھٹکتا ہے جسے ختم کرانے کے لئے اب امریکہ کا اگلا ہدف پاکستان ہے۔ چنانچہ امریکہ سے کسی خیر کی توقع رکھنا احمقوں کی جنت میں رہنا ہے۔

حافظ عاکف سعید نے کہا کہ قومی زندگی کے اس نازک ترین موڑ پر ہمارے بچاؤ کا واحد راستہ یہ ہے کہ ہم امریکی عفریت کا مقابلہ کرنے کے لئے کائنات کی عظیم ترین طاقت یعنی اللہ تعالیٰ کی نصرت و حمایت حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہو جائیں جس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اپنے سابقہ گناہوں اور اپنے رب سے استغفار کرتے ہوئے زندگی کے ہر گوشے میں اللہ اور اس کے رسول کی تعلیمات پر عمل کریں اور ہر اس چیز کو چھوڑ دیں جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے اور ملک خداداد پاکستان میں نظامِ خلافت یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ کے عطا کردہ عادلانہ اجتماعی نظام کے قیام اور شریعت کے مکمل نفاذ کے لئے مل جل کر جدوجہد کریں تو کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس توبہ کو قبول کرتے ہوئے قوم یونسؑ کی طرح اس عذاب کو ہم سے ٹال دے جو آج ہمارے سر پر مسلط ہے! اس لئے کہ قرآن میں بیان کئے گئے مسلمان قوموں کی ترقی و فلاح کے ضابطہ کے مطابق اگر ہمیں اللہ کی نصرت و حمایت حاصل ہو گئی تو دنیا کی کوئی طاقت ہم پر غالب نہیں آسکتی۔

استفسارات و جوابات بانیٔ تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے سوال و جواب کی نشست

❁ بانیٔ تنظیم اسلامی و صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن ڈاکٹر اسرار احمد صاحب ہر اتوار کو ''قرآن آڈیٹوریم'' میں اپنے ہفتہ وار درس کے بعد محترم سامعین کی جانب سے پیش کردہ استفسارات کے جوابات' مناسب صراحت کے ساتھ دیتے ہیں۔ اتوار **21** مارچ کو ڈاکٹر صاحب نے جن استفسارات کے جواب دیئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

استفسار: منجانب سید نسیم نقی۔ وانا میں پاک فوج کی شرمناک کارروائی کیا پاکستان کے لئے جہاد کا درجہ رکھتی ہے یا وہ بے سہارا مجاہدین جہاد اور قتال کا درجہ رکھتے ہیں جو پاکستانی فوج سے لڑ رہے ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ ہی حق پر ہو سکتا ہے۔ وہ کونسا گروہ ہے؟ اگر مجاہدین حق پر ہیں تو کیا مسلمان ہونے کے ناطے ہمارا ان کی مدد کرنا اور ان کے ساتھ جہاد میں شرکت کرنا بھی کسی فتوے کا محتاج ہے؟

جواب: وانا آپریشن انتہائی شرمناک اور ذلت آمیز ہے۔ پہلے ہم نے روس کے خلاف افغان جہاد میں دنیا بھر میں مجاہدین کو اکٹھا کر کے امریکہ کے لئے محاذ فراہم کیا' جس میں کچھ لوگوں نے اپنے ہاتھ بھی رنگ لئے' جبکہ اپنی جان بچانے کے لئے اب امریکہ کے حکم کی تعمیل میں انہی مجاہدین کو ''دہشت گرد'' قرار دے کر نیست و نابود کرنے میں کرائے کی فوج کا کردار ادا کر رہے ہیں کیونکہ انہیں امریکہ جو خود یہود کا ایجنٹ ہے' اپنے عالمی غلبے کی راہ میں رکاوٹ سمجھتا ہے۔ یہ کردار نہ صرف بنیادی انسانی اقدار کے منافی ہے' بلکہ اسلامی اصولوں سے بھی انحراف اور روگردانی ہے جس کے بہت ہی بھیانک نتائج برآمد ہو سکتے ہیں اور یہ جو متحدہ مجلس عمل کی جانب سے اپریل میں تحریک چلانے کا اعلان کیا ہے' یہ بڑا تعجب خیز ہے۔ اس وقت تک تو وانا آپریشن اپنے انجام کو پہنچ چکا ہوگا۔ اسلام کے نام پر اقتدار میں آنے والی جماعتوں کو کم از کم یہ طرزِ عمل زیب نہیں دیتا۔

استفسار: منجانب: محمد امتیاز صاحب۔ ''قرآن میں نماز کا نظام قائم کرنے سے کیا مراد ہے؟

جواب: مراد اسلامی ریاست کے تحت نماز کا نظام ہے۔ جس میں ریاست کا سربراہ مسلمانوں کے دینی معاملات میں بھی قیادت کرتا ہے' اسلام میں دین و دنیا کی جدائی نہیں ہے۔

استفسار: منجانب محمد خالد صاحب۔ کیا اسامہ بن لادن کا امریکہ کے تحت افغانستان پر روسی قبضہ کے خلاف جہاد جائز تھا؟

جواب: کسی مسلمان ملک پر حملے کی صورت میں وہاں کے مسلمانوں کی مدد کرنا جائز جہاد ہے۔ مغرب کو اصل خطرہ نظام اسلام سے ہے جس کے خلاف وہ اس وقت جنگ کر رہا ہے۔ طالبان حکومت کے دور میں اسے محسوس ہو گیا تھا کہ اگر یہ نظام ایک دفعہ کہیں جڑ پکڑ گیا تو اس کی برکات پوری دنیا کے سامنے آ جائیں گی۔ اور اس کی نام نہاد جمہوریت کا پردہ چاک ہو جائے گا۔ طالبان حکومت نے اسلامی قوانین پر عمل درآمد کے ذریعے اپنے ہاں مثالی امن و امان قائم کر کے پوری دنیا کو حیرت میں ڈال دیا تھا۔

استفسار: منجانب عبدالمتین۔ اگر کوئی شخص اس نیت سے ملک سے باہر جاتا ہے کہ پیسہ کما کر مسلمانوں کی مالی حالت سنوارنے کی کوشش کرے گا تو اسلام کی رو سے اس کا یہ عمل کیسا ہوگا؟

جواب: یہ اپنے آپ کو دھوکا دینے والی بات ہے۔ مسلمانوں کے حالات بہتر بنانے کے لئے مروجہ باطل نظام کو اکھاڑ کر اسلام کا عادلانہ نظام قائم کرنا ضروری ہے جس کے لئے یہاں رہ کر جدوجہد ضروری ہے۔

استفسار: منجانب بلال خالد قاضی۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ جو تعلقات ہمارے ہمسائے ملک سے بنائے جا رہے ہیں' یہ قوم اور ملک کو بہتری کی طرف لے جا رہے ہیں یا جہنم کی آگ کی طرف۔ بعد ازیں یہ بیان کریں کہ اس کے خلاف جہاد کس طرح کیا جائے؟

جواب: موجودہ حالات میں بھارت کے ساتھ دوستی کا مطلب ایک آزاد اور خود مختار ملک کی حیثیت سے پاکستان کا خاتمہ ہے۔ کیونکہ یہاں اسلام کا نظام قائم کئے بغیر' جس کے لئے پاکستان بنا تھا' بھارت کے ساتھ دوستی کی پینگیں بڑھانا' پاکستان کے قیام کی نفی کرنا ہے۔ بلکہ اس وقت جو کچھ ہم وانا (جنوبی وزیرستان) میں کر رہے ہیں اس سے تو خود ہی یہ ثابت کر رہے ہیں کہ ہم ایک آزاد اور خود مختار ملک کے طور پر دنیا میں رہنے کے قابل نہیں ہیں۔ امریکہ ہم پر اس قدر حاوی ہو چکا ہے کہ ہم بے چون و چرا اس کا ہر حکم ماننے پر مجبور ہیں۔ یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ مسلمان جنہیں ظلم و استحصال کا خاتمہ کر کے دنیا کو اسلام کے نظام عدل سے روشناس کرانا تھا۔ اپنے کرتوتوں کے سبب آج خود ظلم و استحصال کا نمونہ بنے ہوئے ہیں۔ دنیا کا ایک چھوٹا سا ملک' شمالی کوریا ڈٹ کر امریکہ کے سامنے کھڑا ہو سکتا ہے لیکن مادی وسائل سے مالا مال' دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ' مسلمان جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے ہیں۔

استفسار: عثمان شفیق۔ آج کل کے حالات میں ایک میرے جیسے نوجوان کے لئے راہ نجات کیا ہے اور What Should be the direction of effort?

جواب: سورۃ العصر کی رو سے نجات اخروی کے لئے چار لوازم ہیں' **1**) ایمان **2**) عمل صالح **3**) حق کی وصیت اور **4**) صبر کی وصیت۔ بالفاظ دیگر...... خود اپنی ذات اور اپنے گھر میں اسلام نافذ کرنا' دوسروں تک اسلام کی دعوت پہنچانا' جس میں اسلام کے غلبہ کی جدوجہد شامل ہے کیونکہ اگر خود اسلام پر عمل نہیں کرتے اور اپنے ملک میں اسلام کا نظام عدل اجتماعی قائم نہیں کرتے تو دوسروں کو اس کی دعوت دینا بے معنی ہے' اور ظاہر ہے یہ کام جماعت کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا جماعت شرط لازم ہے۔ آخری بات' اس میں جو بھی تکلیف آئے اسے برداشت کریں۔ قربانی دیئے بغیر دنیا میں کوئی کام نہیں ہوتا۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے بے پناہ مشقتیں جھیل کر اور جان و مال کی قربانی دے کر جزیرہ نمائے عرب میں اسلام کا نظام قائم کیا تھا' اس کے بعد اسے قائم رکھنا/ قائم کرنا امت کی ذمہ داری ہے' جس کے لئے قربانی دینا ناگزیر ہے۔

یہ ایک مسلسل جدوجہد ہے جو بڑی عزیمت اور استقامت کی متقاضی ہے۔ لہٰذا نوجوانوں کو جذبات میں آ کر کوئی غلط رُخ نہیں اختیار کر لینا چاہیے۔

❁ ❁ ❁

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

❁ از روئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟ ❁ ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
❁ نیکی' تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط و کتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:

(1) قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس (2) عربی گرامر کورس (I'II'III) (3) ترجمہ قرآن کریم کورس

مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کیلئے رابطہ:

شعبہ خط و کتابت کورسز' قرآن اکیڈمی' 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

مولانا محمد تقی عثمانی سے
امیر تنظیم کی ملاقات

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب فروری کے آخری ہفتے میں کراچی کے دورے پر تشریف لے گئے تو وہاں انہوں نے ممتاز عالم دین مولانا محمد تقی عثمانی صاحب سے بھی ملاقات کر کے مختلف امور و مسائل پر کھل کر گفتگو کی۔ تنظیم اسلامی کے سینئر رفیق محمد سمیع نے اس گفتگو کا مختصر احوال قلم بند کیا۔

امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید جب 27 فروری کو کراچی کے دورے پر تشریف لائے تو انہوں نے ممتاز عالم دین اور سابق جج فیڈرل شریعت کورٹ محترم مولانا تقی عثمانی صاحب سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ مولانا موصوف سے رابطہ کیا گیا تو انہوں نے ازراہِ کرم ہفتہ 28 فروری کو سہ پہر چار بجے ملاقات کی اجازت مرحمت فرما دی۔ اس ملاقات کے موقع پر امیر حلقہ محمد نسیم الدین صاحب کے علاوہ راقم بھی موجود تھا۔ امیر محترم نے مولانا سے فرمایا کہ وہ اس لئے حاضر ہوئے تھے کہ شرف ملاقات کے علاوہ دارالعلوم کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہو جائیں۔ مولانا نے ہمیں دارالعلوم کا تعارفی بروشر دیا جس کا گٹ اپ ہی نہیں بلکہ طباعت کے حوالے سے اس کی ترتیب بہت خوبصورت، عمدہ اور پُر از معلومات تھیں۔ مولانا نے فرمایا کہ الحمدللہ اس وقت دارالعلوم میں تقریباً ڈھائی ہزار طلباء زیر تعلیم ہیں جن میں تقریباً نصف تعداد غیر ملکی طلباء پر مشتمل ہے۔ دریافت کرنے پر انہوں نے بتایا کہ غیر ملکی طلباء کے حوالے سے انہیں حکومت کی جانب سے کسی مسئلہ کا سامنا اس لئے نہیں کہ ان کی شروع ہی سے یہ پالیسی رہی ہے کہ صرف ان غیر ملکی طلباء کو داخلہ کی اجازت دی جائے جن کے کاغذات ہر اعتبار سے مکمل ہوں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ دارالعلوم کے مدرسۃ البنات میں تقریباً 500 طالبات زیر تعلیم ہیں۔

مدارس میں حکومت کی مداخلت کے حوالے سے انہوں نے فرمایا کہ اس معاملے میں ہماری پالیسی بالکل واضح ہے۔ ہم جدید علوم کی ضرورت سے آگاہ ہیں، لیکن اس حوالے سے اگر نصاب میں کسی تبدیلی کی ضرورت ہو تو یہ کام ہم خود کریں گے اور حکومت کی اس معاملے میں مداخلت ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ اس معاملے میں مدارس میں کوئی اختلاف نہیں۔ ہمارے دارالعلوم میں کمپیوٹر کا شعبہ کام کر رہا ہے۔ جب ان سے یہ کہا گیا کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی کے جہاں بے انتہا فوائد ہیں اس کے نقصانات بھی کم نہیں۔ اس سے اپنے طلباء کو بچانے کے لئے آپ نے کیا انتظام کیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اس کی باقاعدہ مانیٹرنگ کرتے ہیں۔

جب امیر محترم نے ان سے حکومت کی جانب سے قائم کردہ ماڈل مدارس کے بارے میں جاننا چاہا تو انہوں نے بتایا کہ حکومت کو اپنے اس منصوبے میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ فیڈرل شریعت کورٹ کے حوالے سے انہوں نے فرمایا کہ اب اس کی حیثیت ایک عضو معطل کی ہو کر رہ گئی ہے۔ حالانکہ یہ ایک ایسا ادارہ ہے کہ جس کے ذریعے ملک میں اسلامائزیشن کے پراسس کو تیز کیا جا سکتا تھا۔ صورت حال یہ ہے کہ 9 ججوں پر مشتمل فیڈرل شریعت کورٹ میں اب صرف 3 جج موجود ہیں جن میں صرف ایک عالم دین موجود ہے۔ فیڈرل شریعت کورٹ میں اگر کوئی پٹیشن دائر کی جائے تو Non-prosecution کی بنیاد پر اسے خارج نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس کے باوجود کسی جانب سے کوئی پیشرفت اس بارے میں نہیں ہو رہی ہے۔ فیڈرل شریعت کورٹ کے دائرۂ کار سے عائلی قوانین کو مستثنیٰ قرار دیا گیا تھا لیکن کافی کاوشوں کے بعد عائلی قوانین کو مسلم پرسنل لاء سے خارج کروایا گیا لیکن اس کے باوجود عائلی قوانین کے خلاف کوئی پٹیشن اب تک دائر نہیں کیا گیا۔ اس صورت حال سے فیڈرل شریعت کورٹ میں شامل دیگر ججوں پر یہ تاثر قائم ہوتا ہے کہ اسلامائزیشن کے حوالے سے لوگوں کو کوئی فکر نہیں۔

ایک سوال کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ فیڈرل شریعت کورٹ کے ججز کی تعیناتی ایڈھاک بنیادوں پر ہوتی ہے اور حکومت جب چاہے اسے فارغ کر دیتی ہے۔ ہم نے جب انہیں بتایا کہ ہم تو اس سلسلے میں میاں نواز شریف کے دوسرے دور سے ہی یہ مطالبہ کرتے چلے آئے ہیں کہ فیڈرل شریعت کورٹ کے ججوں کا status سپریم کورٹ کے ججوں کے برابر کیا جانا چاہئے اور انہیں وہ تمام مراعات حاصل ہونی چاہئیں جو سپریم کورٹ کے ججوں کو حاصل ہیں۔ تو مولانا نے اس پر خوشگوار حیرت کا اظہار فرمایا۔ متحدہ مجلس عمل کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ اگرچہ LFO کے حوالے سے انہیں کچھ کامیابی ضرور حاصل ہوئی ہے لیکن وہی موقع تھا جب وہ اپنے مطالبات میں اسلامائزیشن کے لئے اقدامات پر حکومت کو مجبور کر سکتے تھے۔ گو کہ اب انہوں نے ایسے چند مطالبات اپنے چارٹر آف ڈیمانڈ میں رکھے ہیں لیکن ان کا یہ قدم بعد از وقت ہے' لہٰذا کامیابی کے امکانات نظر نہیں آتے۔

اس دوران نمازِ عصر کا وقت ہو چکا تھا۔ ہم نماز پڑھنے کے لئے دارالعلوم کی جامع مسجد پہنچے۔

نماز کے بعد مولانا ہمیں اپنی رہائش گاہ پر لے گئے جہاں پُر لطف چائے سے ہماری تواضع کی گئی۔ اس دوران بھی گفتگو جاری رہی۔

بینکوں کی اسلامائزیشن کے حوالے سے چونکہ مولانا نے اچھا خاصا کام کیا ہے اور نہ صرف وہ بلکہ ان کے صاحبزادے محترم عمران عثمانی صاحب بھی کئی بینکوں کے شرعی ایڈوائزر کی حیثیت رکھتے ہیں اور دارالعلوم کی شہر میں جو شاخ مسجد بیت المکرم' گلشن اقبال میں واقع ہے' وہاں باضابطہ اسلامی معاشیات کا شعبہ بھی کام کر رہا ہے' لہٰذا اس حوالے سے ان سے کئی سوالات کئے گئے۔ انہوں نے فرمایا کہ اسلامی معاشی اصولوں پر مبنی نمونے کے مالیاتی نظام (فائنانسنگ کمپنی) کے قیام کی خاطر جب تک آٹھ دس کروڑ کی سرمایہ کاری اس جذبے کے ساتھ نہ کی جائے خواہ نفع ہو یا نقصان' بات بنتی نظر نہیں آتی۔

اسلامی بینکاری کے حوالے سے اب تک کے کئے گئے اقدامات کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ شرعی حیلے کے ذریعے اس نظام سے ناجائز عنصر کا خاتمہ کیا جا سکے۔ تاہم بینکنگ کی مکمل اسلامائزیشن تو صرف اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ ملکی نظام کی مکمل تبدیلی ہو۔ فی الحال تو یہی کچھ ہو سکتا ہے۔

الحمدللہ ہم نے مولانا کا اچھا خاصا وقت لے لیا تھا اور ہمیں ان کی گوناگوں مصروفیات کا بھی احساس تھا لہٰذا ہم نے ان سے اجازت طلب کی کیونکہ نماز مغرب کے بعد امیر حلقہ کو جو انجمن خدام القرآن سندھ کے جنرل سیکرٹری بھی ہیں' انجمن کی مجلس مشاورت کے اجلاس میں بھی شرکت کرنی تھی۔ ہم اس احساس کے ساتھ وہاں سے رخصت ہوئے کہ جس جذبے کے ساتھ محترم مولانا تقی عثمانی صاحب دینی خدمات میں مصروف ہیں' اگر ان کے اس جذبے کی روشنی میں دینی حلقے بھی دین کے حوالے سے اپنی ذمہ داری ادا کریں اور عوام الناس کی رہنمائی کا حق ادا کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ ملک کو اپنی کھوئی ہوئی منزل مل سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین کا صحیح فہم عطا فرمائے۔

مشاہیر جنگ آزادی' فرداً فرداً

مولوی محمد جعفر تھانیسری

(گزشتہ سے پیوستہ)

سید قاسم محمود

مولوی محمد جعفر نے ملازمت کے ساتھ تجارت بھی کرنی چاہی مگر اس میں کوئی خاص فائدہ نہ ہوا۔ تین سو روپے کا مال دہلی سے منگوایا۔ جو دو سال میں ان کے پاس پہنچا اس میں ڈیڑھ سو روپے کا خسارہ ہوا۔ دوسری مرتبہ ان کی ہنڈی بنگالیوں نے پکڑوا دی کیونکہ ملازم سرکار کو تجارت کی اجازت نہ تھی۔ مولوی محمد جعفر نے اپنے سابقہ تعلقات و روابط کی بناء پر شمس العلماء مولوی نذیر حسین دہلوی سے خط و کتابت جاری رکھی۔ مختلف اوقات میں کتابیں منگوائیں' مذہبی فتوے اور مسئلے پوچھے۔ تجارت کے سلسلے میں دہلی سے جو چیزیں منگائی گئی تھیں وہ مولوی نذیر حسین ہی کے ذریعے سے منگائی تھیں اور ان کو لکھا تھا کہ یہ تمام سامان خرید کر کلکتہ میں مولوی احمد علی کے پاس بھیج دیا جائے۔ مولوی نذیر حسین دہلوی سے ایک فتویٰ پوچھا گیا کہ ایک عورت' جس کو حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا ہوئی ہے اس کی رہائی کی کوئی امید نہیں ہے اور وطن میں اس کا شوہر زندہ ہے تو ایسی صورت میں انڈمان میں اس عورت کا نکاح کرنا جائز ہے یا نہیں۔ یہ مسئلہ اس زمانے میں جزیرۂ انڈمان میں خاص اہمیت رکھتا تھا۔ مولوی محمد جعفر نے اپنے مکتوب مورخہ 29 اپریل 1967ء (موصولہ دہلی اگست 1867ء) کے ذریعے مولوی رحمت اللہ کیرانوی (ف 1308ھ 1890ء) کی ایک کتاب ''ردّ نصاریٰ'' منگوائی۔

مولوی محمد جعفر انڈمان کا تمام زمانہ اسیری ملازمت میں گزرا۔ پہلے جزیرۂ پریسوٹرس میں رہے۔ جنوری 1868ء میں ہدو جزیرے کو تبادلہ ہوا اور وہاں اسٹیشن محرر مقرر ہوئے۔ فروری 1870ء میں لارڈ میو کا قتل ہوا تو مولوی محمد جعفر کو صدر جزیرہ روس بلا لیا گیا۔ جون 1876ء میں جزیرۂ ابرڈین کو بحیثیت میر منشی تبادلہ ہو گیا اور غالباً وہیں آخر وقت تک رہے مولوی صاحب نہایت محنت اور قابلیت سے اپنے فرائض منصبی انجام دیتے تھے۔ تمام حکام ان پر اعتماد کرتے تھے۔ میجر پراتھرو لکھتا ہے۔

''میں فروری 1869ء سے محمد جعفر کو جانتا ہوں۔ اس وقت سے آج تک جہاں کہیں مجھ کو موقع' اس کے چال چلن کے دریافت کرنے کا ملا ہے میں نے اس کو ایک بے نظیر اور لاثانی آدمی پایا ہے۔ یہ شخص بڑا علم دوست اور نہایت جفاکش آدمی ہے پورٹ بلیر میں اس نے علم انگریزی بھی سیکھ لیا ہے کہ اس کو نہایت عمدگی سے پڑھتا' لکھتا اور بولتا ہے۔ اور بہت سے موقعوں میں جہاں جہاں یہ سرکاری کچہری میں رہا ہے نہایت کارآمد سرکار رہا ہے...... اور جب کسی کام کے واسطے اس کو حکم ملا ہے تو ہمیشہ نہایت خوشی سے اس نے اس کو انجام دیا ہے اور کیسا ہی کسی قدر کام ہو' میں ہمیشہ اس کو اس کے کرنے میں کمربستہ و تیار پاتا ہوں''۔

مولوی محمد جعفر کے اعمال نامے میں صرف چار قابل اعتراض واقعات کی نشاندہی کی گئی ہے جو درج ذیل ہیں:

1) 12 جنوری 1867ء کو ایک گمنام درخواست سپرنٹنڈنٹ (جزیرہ) کو بھیجی جس میں جھوٹی اور بدنام کن اطلاع تھی اس کے نتیجہ میں سپرنٹنڈنٹ کے دفتر سے برخاست ہوئے اور بطور سزا تیسرے درجے کے ملازمین میں تبدیل ہو گئے۔

2) 4 جنوری 1868ء کو جھوٹی شکایت کرنے پر پانچ روپے جرمانہ ہوا۔

3) 9 جون 1875ء کو ایک یورپین سپاہی کے کپڑے خریدے جس پر ان کو تنبیہ ہوئی۔

4) 19 اگست 1882ء کو سپرنٹنڈنٹ کے جاری کردہ کسی قانون کی تعمیل نہیں کی جس کی بنا پر وہ حکم عدولی کے جرم سے نامزد کیے گئے۔

انڈمان میں بحیثیت قیدی کے مولوی محمد جعفر کا نمبر (11450) تھا۔

مولوی محمد جعفر نے ایک شخص رام سروپ سے انگریزی پڑھی اور ایک سال کے عرصے میں اس زبان میں لکھنے پڑھنے اور بولنے میں خاصی مہارت حاصل کر لی مولوی محمد جعفر فرصت کے اوقات میں فارسی' اردو' ناگری زبانیں انگریزوں وغیرہ کو سکھایا کرتے تھے' اس لئے انگریزوں سے باہمی ربط وضبط رکھنے اور ترجمہ و مشق کی وجہ سے انگریزی کی استعداد خاصی پختہ ہو گئی' یہاں تک کہ وہ انگریزی میں عرضی اور اپیل بھی لکھنے لگے اور اس سے ان کو کافی مالی منفعت بھی ہوئی۔ جزائر انڈمان میں ان کے سوا کوئی دوسرا مسلمان انگریزی خواں نہ تھا۔ انہوں نے مسلمانوں کے مقدمات میں بڑی مدد کی' یہاں تک کہ بعض کی پھانسیاں منسوخ ہوئیں غرض انگریزی جاننے کی وجہ سے انہوں نے مسلمانوں کی بڑی گراں قدر خدمات انجام دیں' انگریزی زبان کی اہمیت کے متعلق محمد جعفر لکھتے ہیں:

''جو انگریزی نہیں جانتا وہ بلاشبہ دنیا کے حالات سے بخوبی ماہر نہیں اور بے انگریزی سیکھے پکا دنیا دار اور طرار نہیں ہو سکتا اور نہ سوائے اس زبان کے آج کل کوئی آلہ زرکمانے کا ہے''۔

انڈمان کی نوآبادی میں مختلف اقوام' ممالک اور مذاہب کے لوگ تھے' اندازہ ایسا ہوتا ہے کہ ان میں اکثریت ہندوستانیوں کی تھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عام استعمال کی زبان اور دفتری زبان ہندوستانی (اردو) قرار پائی مولوی محمد جعفر لکھتے ہیں:

''جب یہ لوگ آپس میں مل کر بیٹھتے ہیں تو اپنی اپنی زبان میں بات چیت کرتے ہیں مگر بازار اور کچہریوں کی زبان یہاں ہندوستانی ہے' اس واسطے ہر آدمی کو خواہ وہ کسی ملک کا ہو۔ ہندوستانی زبان سیکھنا ضرور پڑتا ہے بلکہ بے سیکھے تھوڑے روز کے بعد ہر آدمی خود بخود ہندوستانی بولنے لگتا ہے کیونکہ جب تک کوئی آدمی ہندوستانی نہ بولے اس کا گزارا نہیں ہو سکتا''۔

رہائی:

مولوی محمد جعفر نے رہائی کے لئے بہت کوشش کی مگر بے سود۔ 15 اگست 1883ء کو مولوی عبدالرحیم صادق پوری (1922ء) کی بیوی مسماۃ جمیلہ نے اپنے شوہر کی رہائی کی درخواست دی جس کے نتیجہ میں ''وہابی کیس'' کے جملہ ملزمان کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ اس وقت ہندوستان کے گورنر جنرل لارڈ رپن تھے۔ جن کا تعلق لبرل جماعت سے تھا' ان کی حکومت نے ''وہابی کیس'' کے جملہ ملزمین کی رہائی منظور کر لی' چنانچہ 30 دسمبر 1881ء کو ان کی رہائی کی اطلاع مولوی محمد جعفر کی بیوی کو پانی پت میں مل گئی۔

22 جنوری 1883ء کو رہائی کا حکم محمد جعفر کو انڈمان میں ملا۔ مگر ان کی بیوی کو بھی عمر قید کی سزا ہوئی تھی اور ابھی صرف 14 سال گزرے تھے۔ انہوں نے اپنی بیوی کی

رہائی کی درخواست دی' یکم مئی 1883ء کو ان کی بیوی کی رہائی کا حکم بھی آ گیا۔ اتفاق سے ان کو اس وقت چھ ماہ کا حمل تھا' لہٰذا چھ ماہ مزید ٹھہرنا پڑا اس دوران میں محمد جعفر نے اپنا تمام اسباب فروخت کیا اور مکان کو وقف کر کے مسجد بنانی چاہی جس کو ڈپٹی کمشنر نے اجازت نہیں دی۔

9 نومبر 1883ء کو سترہ سال دس ماہ بعد انڈمان سے ایک بیوی آٹھ بچے اور آٹھ ہزار روپیہ نقد لے کر ہندوستان روانہ ہوئے۔ 13 نومبر 1883ء بمطابق 14 محرم 1301ھ کو کلکتہ پہنچے اور مولوی عبدالرحیم کے بھائی مولوی عبدالرؤف کے پاس چیناپاڑے میں دو روز ٹھہرے۔ 20 نومبر 1883ء کو رات کے نو بجے انبالہ چھاؤنی کے اسٹیشن پر پہنچے۔ تقریباً اٹھارہ سال کے بعد اس مرد مجاہد کو سرزمین وطن دیکھنی نصیب ہوئی۔

انبالہ میں سکونت و انتقال:

مولوی محمد جعفر بازار انبالہ کیمپ میں ایک مکان کرایہ پر لے کر اس میں رہنے لگے۔ اس زمانہ میں مولوی جعفر کے ایک شاگرد کپتان ٹمپل کیمپ انبالہ میں مجسٹریٹ تھا۔ کپتان ٹمپل نے ان کی بڑی مدد کی۔ اپنی ضمانت پر حکومت کی عائد کردہ پابندیاں ختم کرائیں۔ بیس روپے ماہانہ اپنی طرف سے مقرر کر دیئے۔ دوسرے انگریزوں کے پڑھانے سے تیس روپے مل جاتے تھے۔ اپریل 1886ء میں کپتان ٹمپل کا تبادلہ ہو گیا تو مولوی جعفر پر پولیس کی نگرانی ہو گئی لیکن فروری 1888ء میں خود بخود حکومت نے یہ پابندیاں محمد جعفر کے اوپر سے ختم کر دیں۔ انبالہ میں مولوی محمد حسین بٹالوی 1338ھ نے محمد جعفر تھانیسری سے ملاقات کی مگر ساتھ ہی ساتھ اپنی عدم واقفیت کا بھی ذکر کر دیا۔

مولوی تھانیسری کافی مطمئن تھے۔ پھر مولوی محمد جعفر تھانیسری نواب عظمت علی خان رئیس کرنال (26 دسمبر 1908) کے یہاں مختار عام ہو گئے تھے۔

1905ء میں انتقال ہوا۔ ان کے صاحبزادے مولوی محمد اسماعیل وکیل انبالہ 1947ء کے فسادات میں غیر مسلموں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

تصانیف

مولوی محمد جعفر کو تصنیف و تالیف سے خاص شغف تھا کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ جن میں کالا پانی (تواریخ عجیب) اور سوانح احمدی کافی مشہور ہیں۔

تاریخ پورٹ بلیر (تاریخ عجیب)

اس کتاب کا تاریخی نام "تاریخ عجیب" ہے۔ یہ کتاب اپریل 1879ء میں مکمل ہوئی۔ دراصل یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے جس میں پہلا حصہ تو جزائر انڈمان و پورٹ بلیر کے حالات و واقعات سے متعلق ہے اور دوسرے حصہ میں ان جزائر انڈمان میں بتیس مشہور زبانوں کے روزمرہ کی ضروریات کے چھوٹے چھوٹے جملے اور اسماء "خالق باری" کے طرز پر اردو جملوں کے ساتھ لکھے ہیں یہ کتاب 26x20/8 کے 228 صفحات پر مشتمل ہے' اس کتاب کے سبب تالیف کے متعلق مولوی محمد جعفر لکھتے ہیں:

"مدت دراز سے بہت سے صاحب لوگوں کی مجھ سے زبان اردو ناگری اور فارسی سیکھتے تھے' یہ فرمائش تھی کہ اردو مروجہ پورٹ بلیر میں کوئی ایک کتاب تصنیف کی جائے کہ جس سے یہاں کے لوگوں کو اردو سیکھنے میں مدد ملے اور اس کے سوائے اور بہت سے لوگوں کی مدت سے یہ تمنا تھی کہ ایک کتاب تاریخ پورٹ بلیر جس میں یہاں کی آبادی اور اوضاع و اطوار و بندوبست و قانون و زبان مختلفہ پورٹ بلیر و حال جنگلی جزائر ہذا کا مفصل درج ہو۔ تصنیف کر کے غیر جانبدار ہند کے لوگوں کو بھی یہاں کے عجائبات سے آگاہ کیا جائے سو ان دونوں عرضوں سے رفع ہو جانے کے واسطے اس خاکسار محمد جعفر میر منشی سدرن ڈسٹرکٹ نے یہ مختصر کتاب تحریر کر کے اس کا تاریخی نام تاریخ عجیب رکھ دیا۔

سوانح احمدی:

یہ کتاب سید احمد شہیدؒ اور ان کے اکابر خلفاء کے حالات و سوانح پر مشتمل ہے' سید صاحب کے حالات پر یہ سب سے پہلی کتاب ہے جو اس قدر تفصیل سے لکھی گئی اور اس موضوع پر دوسری کتابوں کے لئے بنیادی مواد ثابت ہوئی۔ سوانح احمدی پانچ حصص (ابواب) پر مشتمل ہے۔ پہلے باب میں سید صاحب کی پیدائش' ایام طفولیت' تعلیم و تربیت' فیوض باطنی اور سفر حج کا ذکر ہے یعنی 1200ھ سے 1240ھ تک کے حالات آ گئے ہیں۔ دوسرے باب میں ان کی تعلیمات کا بیان ہے۔ یہ باب گویا صراط مستقیم کا لب لباب ہے تیسرا باب 1241ھ سے 24 ذی قعدہ 1246ھ تک کے حالات پر مشتمل ہے۔ اس میں ان کی سپاہیانہ زندگی اور مجاہدانہ سرگرمیوں کا حال ہے اور ان تمام معرکوں کو تفصیل سے پیش کیا گیا ہے۔ جو سکھوں وغیرہ سے پیش آئے' چوتھے باب میں نامور خلفاء کی فہرست اور ان کے ضروری حالات درج ہیں پانچویں باب میں سید شہید کے وہ مکاتیب ہیں جو انہوں نے وقتاً فوقتاً رؤساء و خوانین وغیرہ کو لکھے تھے۔

اس کتاب کے مطالعے سے یہ بات واضح ہوئی کہ مؤلف نے اس امر کے ثابت کرنے کی کوشش کی کہ جہادی تحریک از اول تا آخر سکھوں کے خلاف تھی انگریزوں سے اس کا کوئی واسطہ نہ تھا۔ اور سید احمد شہید کی جماعت مجاہدین کے سرگرم ارکان کو انگریزوں سے کوئی دشمنی یا پرخاش نہ تھی۔

حقیقت یہ ہے کہ مولوی محمد جعفر جماعت کے خاص راز دار تھے۔ جس کے نتیجے میں انہوں نے خوفناک تکلیفیں اٹھائیں' گھر بار لٹایا' ہزاروں کی منقولہ اور غیر منقولہ جائداد سے محروم ہوئے' بیوی بچے چھٹے' عزت و دولت سے محروم ہوئے۔ زندگی کے بہترین اٹھارہ سال جنگلوں اور پہاڑوں (جزائر انڈمان) میں قیدی کی حیثیت سے گزارے۔ جب کالے پانی سے رہا ہو کر آئے تو پولیس کی پابندیوں اور نگرانیوں سے بھی واسطہ پڑا ان حالات اور مصائب و آلام کا یہ ردعمل ہوا کہ انہوں نے اس موقع پر مصلحت کے قلم سے نقش و نگار بھرنے کی کوشش کی ہے ورنہ حقیقت اپنی جگہ عیاں اور ظاہر ہے۔

کالا پانی:

حقیقت میں یہ کتاب تاریخ پورٹ بلیر کا دوسرا حصہ یا تتمہ ہے جب 1884ء میں مولوی محمد جعفر انڈمان سے واپس آئے تو احباب و اعزہ نے اس طویل زمانہ اسیری کے حالات پوچھنے شروع کئے مولوی صاحب نے اس مختصر سی کتاب میں اپنی گرفتاری' مقدمے' قید' سفر انڈمان' انڈمان کی زندگی اور رہائی کے حالات نہایت دلچسپ انداز میں لکھے ہیں۔

اس کتاب کا پہلا ایڈیشن ٹمپل پریس (انبالہ) میں باہتمام شیخ محمدی بڑی تقطیع پر شائع ہوا تھا۔ اس کے بعد صوفی کمپنی پنڈی بہاؤالدین نے آخر سے کچھ حصہ حذف کر کے کئی ایڈیشن شائع کئے۔ قیام پاکستان کے بعد ناشرین لاہور نے شائع کی ہے۔

کتب خانہ

کتب خانہ وہ فلک ہفت متیں ہے' جہاں دنیا کے کاملین و عارفین کی روحیں بقائے دوام و حیات جاوید حاصل کرنے کے بعد مجتمع ہیں۔ یہ وہ منور مندر ہے جہاں علم کے دیوی دیوتا اپنے پرستاروں کے ساتھ خاموشی ہی خاموشی میں گفتگو کر کے استفادۂ روحانی پہنچاتے ہیں اور تم کو بھی بقائے دوام حاصل کرنے کی تحریص و ترغیب دلاتے ہیں۔ کتب خانہ وہ مرکز ہے جہاں آفتاب علم کی پرنور شعاعیں اور خوبصورت کرنیں ہمیشہ کے لئے انسانی دماغوں کو روشن کرنے کے لئے مجتمع ہیں۔ اس روشنی سے اپنا دل و دماغ منور کرو۔ کتابیں چراغ ہدایت ہیں۔ ان کی موجودگی میں بھی اگر کوئی تاریکی میں رہے تو وہ خود ذمہ دار ہے۔

اسلام میں پردے کی فضیلت

مسز اسعد مسعود

پردۂ شرعی احکامات پڑھتے ہوئے جب میں قرآن مجید کے مختلف مقامات سے گزری تو مجھے احساس ہوا کہ بے شک اللہ رحمٰن و رحیم اپنے بندوں کے حق میں ماں سے بھی ستر گنا زیادہ مہربان اور شفیق ہیں۔ یہ اللہ سبحانہ کی محبت اور رحمت ہی تو ہے کہ اللہ بزرگ و برتر نے ایسے احکامات اتارے جو ہمیں پاک وصاف کرتے ہیں اور ہماری ابدی فلاح کا باعث ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے نیک اور صالح بندوں نے اس حکم کو خوب سمجھا' خوب لکھا' اور اس کی حکمت بھی خوب واضح کی مگر کیا وجہ ہے کہ ہم ان احکامات پر عمل کرنے سے ہچکچاتے ہیں؟ دراصل یہ احکامات' یہ کتاب مومن کے قلب پر نازل کی گئی ہے یعنی اس کے باطن پر ظاہراً تو بس اس کی ایک شکل ہے جو کسی بھی حکم کے تقاضے کو پورا کرتی ہے۔ اصل میں سارا معاملہ تو دل کا ہے۔

ترے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کشا نہ رازی نہ صاحب کشاف

اب جب ہم پردۂ شرعی کے احکامات کو ظاہراً لاگو کر کے دیکھتے ہیں تو ''عمل ہو سکتا ہے یا نہیں ہو سکتا'' کے چکر میں پڑ جاتے ہیں۔ حالانکہ جہاں خدائے بزرگ و برتر نے یہ حکم دیا ہے کہ جھوٹ نہ بولو' غیبت نہ کرو' سود نہ کھاؤ' شراب نہ پیو وہاں پردہ کا حکم بھی ہے' آخر اس حکم سے اس قدر اعراض کیوں؟ آج معاملہ یہ ہو کر رہ گیا ہے کہ جب ہمیں حکم سنایا جاتا ہے تو ہم بڑی تابعداری سے کہتے ہیں ''سَمِعْنَا'' مگر ہمارا عمل زبانِ حال سے پکار پکار کہتا ہے ''وَعَصَيْنَا'' جبکہ ہم تو وہ ہیں جو ''سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا'' کا میثاق لے چکے ہیں۔

جب امر کا' حکم کا معاملہ آتا ہے تو ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِيَعْبُدُ اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ ......﴾

''اور ان کو اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں اپنے دین کو اس کے لئے خالص کر کے بالکل یکسو ہو کر......''

حُنَفَآءَ یعنی یکسو ہو کر' یہ اسی دین حنیف' دین ابراہیم کی تعریف ہے جو ہمارا دین ہے۔ ایک ہی اللہ سے ڈرو اسی کی ناراضگی کا خوف اسی کی رعنائی آرزو یعنی اپنے دین کو بالکل خالص کر لو اللہ کے لئے۔ مگر ہمارا معاملہ تو چہار سو ہے' خاندان والے کہیں اس حکم پر عمل کرنے سے ناراض نہ ہو جائیں گھر والوں کو بھی تو راضی رکھنا ہے' باہر کے لوگ کیا کہیں گے اور پھر ہمارا اپنا نفس۔ حالانکہ جب ہم قرآنِ مجید کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس کا لہجہ تو ان سب باتوں سے بالکل الگ ہے جو ہم نے بنا رکھی ہے۔

قرآن پاک میں اللہ کا ارشاد ''اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ'' آتا اللہ سبحانہ نے ان دونوں باتوں کے درمیان کوئی تیسری بات نہیں رکھی یعنی ''جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے''۔ مقصد واضح ہے ایمان کا تقاضا عمل ہے یعنی اگر تو ایمان لا چکے ہو تو بے دھڑک قدم اٹھاؤ' یکسو ہو کر اللہ بزرگ و برتر نے اس حکم پر جو اس نے تمہیں دیا ہے' مت دیکھو کہنا پڑتا ہے تمہارا یہ قدم کتنوں کو برا لگتا ہے' کتنے ناراض ہوتے ہیں۔

﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾

''کیوں پروا کرتے ہو کیا اللہ کافی نہیں ہے اپنے بندے کے لئے''۔

ہم جن کو اللہ تعالیٰ نے امت وسط بنایا ہے اور ہر زمانے کے لوگوں کے لئے مثال بنایا ہے۔ آج مثال مانگتے ہیں کہ آج کے زمانے میں پردہ شرعی کے احکامات پر عمل درآمد کیسے ہو سکتا ہے۔ ہمیں تو مثال بننا تھا' بننا ہے۔ مثال مانگ کر تو ہم نے بھی وہی کیا جو ان لوگوں نے کیا تھا جنہوں نے کہا تھا:

﴿فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَا اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾

اے محمدؐ اگر کہتے ہو کہ اٹھائے جائیں گے تو اٹھا کر دکھاؤ ہمارے باپ دادا کو۔

سورۃ النور کی آیت ۳۱-۳۰ میں ہمیں غض بصر کا حکم ملتا ہے۔ گھر کے اندر بھی اس قدر پاکیزگی' سبحان اللہ۔ مگر وائے ہے کہ ہم پر نہ ہم نے کبھی اس پاکیزگی کا اہتمام کیا نہ مزا اٹھایا تو پھر ہم کیا جانیں کہ پردۂ شرعی کے یہ احکام کیونکر اتار دیئے گئے۔

اس حکم کی اہمیت گھر کے اندر اور بلاشبہ باہر بھی ہے۔ جو بھی عورت اپنے کسی کام سے باہر نکلے وہ غض بصر یعنی نظر بچانے کا اہتمام کرے۔ درحقیقت مقصد حدود اللہ کا نفاذ ہے ان کا قائم کرنا ہے۔ اگر پردہ کرنے یا نقاب اوڑھنے کے بعد بھی نظر بے حجابانہ اٹھتی رہی تو کپڑے کا وہ ٹکڑا جو چہرے کو چھپا رہا ہے حدود اللہ کو قائم نہ رکھ سکے گا۔

بڑھ جاتا ہے جب ذوقِ نظر اپنی حدوں سے
ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ و ابتر

حدود اللہ کو قائم رکھنے کی حکمت تو ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ہے۔ یعنی مردوں اور عورتوں کے دلوں کی صفائی۔ شیطان کا کام اصل راہ سے بہکانا ہے وہ چال چلتا ہے اگرچہ اس کی یہ چال بودی ہے ان لوگوں کے لئے جو خشیت رکھتے ہیں اپنے دلوں میں۔ وہ چاہتا ہے کہ حکم کی ظاہری شکل تو برقرار رہے مگر اس کا مقصد اس کی حکمت فوت ہو جائے۔ نماز کی مثال ہمارے سامنے ہے نماز اپنی جگہ قائم ہے فحش اور منکرات اپنی جگہ۔ سو جب ہم پردۂ شرعی کی بات کرتے ہیں تو جہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ پردہ ہو ان سب رشتہ داروں سے جن سے پردہ کرنا قرآن و حدیث سے ثابت ہے وہاں یہ بھی مطلب ہے کہ پردہ اگر شرعی ہے تو وہ آنکھ کا بھی ہے آواز کا بھی ہے' جسم کا بھی اور چہرے کا بھی ہے محض چہرے کو ہی باہر بھی اور رشتہ داروں کے سامنے چھپا لینا پردۂ شرعی کے تقاضے کو پورا نہیں کرتا جب تک ہم نظر بھی یوں نہ بچائیں جس طرح چہرہ چھپا رہے ہیں اور جب تک ہم اپنی آواز اپنے لہجہ پر بھی وہ حکم لاگو نہ کریں جو اللہ سبحانہ نے اتارا ہے۔ اگر یہ احکامات اسی طرح مان لئے جائیں سب کے سب عمل کئے جائیں تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمیں سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کا میثاق یاد ہے۔

لیکن جب ہم چادر پہنتے ہیں اور خوشبو لگا کر باہر نکلتے ہیں یا چہرے پر نقاب لگا کر نامحرموں سے غیر ضروری باتوں پر اور وہ بھی لوچ دار لہجے میں بات کرتے ہیں اور پھر ہماری نظر ایک کے بعد دوسری اور پھر تیسری بھی اٹھتی ہے تو جان لیجئے یہ چادر یہ برقع ہمارے دلوں کو پاک نہیں کر سکتے' ہمارے نفوس پاکیزگی اختیار نہیں کر سکتے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو ہماری ابدی فلاح چاہتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ

یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے ..

قوم ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے معافی کی طلبگار ہے

ڈاکٹر شاہد مسعود

بالآخر ڈاکٹر قدیر خان کا معافی نامہ ٹی وی پر پڑھے جانے کے بعد نیشنل کمانڈ اتھارٹی کے اکابرین سے ہوتا ہوا وفاقی کابینہ کے معززین سے قبولیت کے بعد صدر مملکت نے بھی منظور فرمالیا ہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان اب ایک ایسے پاکستانی شہری ہیں جو اپنی باقی زندگی ایک ایسے شخص کے طور پر گزارے جانے کے مستحق ٹھہرائے گئے ہیں جسے اپنے گناہ تسلیم کئے جانے کے بعد کسی چوک یا شاہراہ پر نشان عبرت بنا دینے کے بجائے اس لئے ترس کھا کر معاف کردیا گیا کہ "چھوڑو جانے دو بے چارے نے ایٹم بم بنا کے پاکستان کو دیا تھا"۔ ڈاکٹر عبدالقدیر صاحب کو یہ اعزاز بھی مبارک ہو۔ معافی مل جانے کے بعد بتایا جا رہا ہے کہ ڈاکٹر عبدالقدیر خان کی گراں قدر خدمات کے پیش نظر انہیں تمام عمر ایک حفاظتی حصار میں رکھا جائے گا اور وہ اس موضوع پر کبھی بات نہیں کر پائیں گے۔ یہ بھی فرمایا جا رہا ہے کہ ان کے پاس اب کوئی کام نہیں ہوگا انہیں سکون سے زندگی گزارنے کا کہا جائے گا اور گھر بیٹھے تنخواہ وغیرہ دی جاتی رہے گی۔ میں نہیں جانتا کہ ڈاکٹر صاحب اس بے چینی کا کیا کریں گے جو پچھلے 26' 27 سال سے مسلسل اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے کام کرنے کے بعد ان کی ہڈیوں کا حصہ بن چکی ہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان اب بیرون ملک سفر بھی نہیں کر پائیں گے۔ باوجود اس حقیقت کے کہ دنیا بھر کے کئی تحقیقاتی ادارے' یونیورسٹیز' انسٹی ٹیوٹس' دنیا کے وہ ممالک جہاں کام کرنے والے انسانوں کی قدر ہوتی ہے اس شخص کو اپنے ہاں بلانا چاہیں گے جس نے ایک ایسے ملک کو ایٹمی قوت بنا دیا جو سائیکل کی چین اور بیرنگ بھی اس وقت باہر سے منگواتا تھا۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان ڈاکٹر آف سائنس کی تین ڈگریاں' دو نشان امتیاز اور ایک ہلال امتیاز اپنے سینے پر سجانے کے بعد پاکستان کو ایٹم بم دینے کے علاوہ برسر عام ٹی وی پر معافی مانگنے والے پہلے پاکستانی بھی ٹھہرے ہیں۔ ایک ایسی قوم نے جہاں کبھی کسی نے اپنے گناہوں' غلطیوں کو تسلیم نہیں کیا بلکہ ہمیشہ ان پر فخر کیا ہے۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان نے اپنے گناہوں کی بھی معافی مانگی ہے جو شاید ان سے کبھی سرزد ہی نہیں ہوئے۔ ان کے علاوہ اس پورے قصے میں کوئی بھی حکومت یا کوئی دوسرا فرد یا عہدیدار یا ادارہ شریک نہیں تھا اس لئے کوئی اور اس "عزت" کا مستحق نہیں ٹھہرے گا یہ تمغہ ہم نے صرف اپنے 66 سالہ سائنس دان کے سینے پر ہی سجانا تھا۔ کوئی معافی نہیں مانگتا' کسی نے کبھی معافی نہیں مانگی۔ معافیوں کے حوالے سے میرے ذہن میں پاکستان کی 56 سالہ تاریخ گھومتی ہے۔ جن کی انگلیوں میں ایک لاکھ ڈالر کی انگوٹھیاں اور جن کے گلوں میں ایک ایک لاکھ اسٹرلنگ پاؤنڈز کے نیکلس (ہار) چمکتے رہے انہوں نے کبھی قوم سے معافی نہیں مانگی جن کے باغیچوں میں دو دو لاکھ کے کتے اور اصطبلوں میں 60' 60 لاکھ کے ارجنٹائنی گھوڑے 10' 10 لاکھ کے اونٹ اور 40' 40 ہزار کی بھیڑیں پلتی رہیں انہوں نے بھی کبھی قوم سے معافی نہیں مانگی۔ وہ جو کئی کئی بینک خالی کر کے ان جاگیروں پر آج بھی قابض ہیں جن کی پیمائش کو بھی کئی سو ملازمین درکار ہیں اور جن کے مریدان پر ہر سال کروڑوں کے چڑھاوے چڑھاتے ہیں اور جن کے ہوٹلوں کے بل کئی کروڑ سے تجاوز کر جاتے ہیں۔ انہوں نے کبھی اس قوم سے معافی نہیں مانگی اور وہ جن کی زمینوں پر لاکھوں مزارعے جانوروں جیسی زندگی گزارتے ہیں اور جن کے بچے دنیا کی مہنگی ترین درسگاہوں میں زیر تعلیم ہیں اور جو ہر سال طوائفوں پر کروڑوں روپے لٹا دیتے ہیں اور جن کے گھر پاکستان کے ہر بڑے شہر میں ہیں اور جو ہر سال گرمیاں یورپ میں گزارتے ہیں اور جو بسنت پر دس دس ہزار روپے کی پتنگیں اڑا کے' لاکھوں روپے کا روٹی ٹکرا اپنے مہمانوں کو کھلا کر اپنے اہل خانہ کے سامنے مجروں میں نشے میں دھت بدمست ہو کر ناچتے ہیں۔ انہوں نے بھی کبھی معافی نہیں مانگی۔ جن کی اگلی دس پشتیں دودھ سے نہا سکتی ہیں سونے کے نوالے کھا سکتی ہیں اور چاندی کے بستروں پر آرام فرما سکتی ہیں اور جن کے الیکشن کمیشن میں جمع کروائے گئے گوشواروں میں درج جائیدادوں سے زیادہ ان کے ملازمین کی ملکیتیں ہیں۔ انہوں نے بھی کبھی قوم سے معافی نہیں مانگی۔ 1985ء سے لے کر 1999ء تک اسی ملک کے بینکوں اور مالیاتی اداروں نے 166 ملین روپے ماہانہ کے حساب سے مجموعی طور پر 30 ارب روپے کے قرضے معاف کئے۔ یہ سیاسی حکومتوں کے دور تھے کسی نے قوم سے معافی نہیں مانگی۔ اس کے بعد پچھلے چار برسوں میں 17 ملین روپے روزانہ کے حساب سے کل 25 ارب روپے کے قرضے معاف ہوئے کسی نے قوم سے معافی نہیں مانگی جہاں 1994ء سے لے کر 2002ء تک سوشل ایکشن پروگرام کے نام پر 6 سو ارب ہضم کر لئے گئے اور جہاں ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی رپورٹ کے مطابق تعلیم کے شعبے میں 92 فیصد' صحت کے شعبے میں 95 فیصد اور عدالتوں میں 98 فیصد کرپشن ہے کوئی متعلقہ وزیر یا جج ٹی وی پر آ کر قوم سے معافی نہیں مانگتا۔ ہر دوسرے مہینے ریلوے پھاٹکوں پر غیر ذمہ داری سے بے شمار افراد مارے جاتے ہیں لیکن کوئی وزیر ریلوے معافی نہیں مانگتا۔ مساجد' امام بارگاہوں اور شاہراہوں پر دہشت گرد حملے کر کے بے گناہوں کو خون میں نہلا دیں تو وزیر داخلہ فرماتے ہیں کہ "کیا گیارہ ستمبر کے بعد صدر بش نے معافی مانگی تھی' استعفیٰ دیا تھا" کوئی قوم سے ٹی وی پر معافی نہیں مانگتا۔ قوم کو افغانستان میں امریکہ کی لڑی جانے والی لڑائی جہاد بتائی جاتی ہے طالبان کو کئی سال تک مکمل سپورٹ کرنے کے بعد خون میں نہانے کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ غلط پالیسی کے نتیجے میں ہزارہا بے گناہ جانیں گنوا بیٹھتے ہیں لیکن کوئی پالیسی ساز معافی نہیں مانگتا۔ کشمیر میں جہاد کے لئے ملک بھر کے نوجوانوں کو منبر و محراب سے پکارا جاتا ہے وہ جاتے ہیں' لڑتے ہیں' شہید ہوتے ہیں' دلدلوں گھاٹیوں میں گولیوں کا نشانہ بن کر دفن ہو جاتے ہیں اور پھر یہی جہاد جب دہشت گردی قرار پاتا ہے تو کوئی ان شہیدوں سے یا "دہشت گردوں" سے اور ان کے اہل خانہ یا قوم سے معافی نہیں مانگتا۔ ماضی کا کوئی پالیسی ساز' کوئی بیان داختہ سیاستدان' کوئی جذبات میں آگ لگاتا خطیب' کوئی مقرر ٹی وی پر اپنی غلطی کا اعتراف کرتا نظر نہیں آتا اس کی معافی نہیں مانگتا۔ وہ بھی اسی ملک کا حکمران رہا جس کے غیر ملکی دورے کے دوران جہاز محض اس لئے دو گھنٹے فضا میں چکر لگاتا رہا کہ صدر محترم کا نشہ اتر جائے اور جب وہ دشمن پر حملے کا حکم دینے نکلے تو جوانوں نے انہیں دائیں بائیں سے اٹھا رکھا تھا۔ جس نے ایوان صدر میں مستی میں جھوم کر قومی ترانہ گایا اور جس نے اپنی رانی کو جنرل کا رینک بھی لگا دیا تھا اس کے ہاتھوں ملک ٹوٹ گیا لیکن جب ⇐

وہ مرا تو اسے 21 توپوں کی سلامی کے ساتھ سپردِ خاک کیا گیا اس نے بھی ٹی وی پر آ کر قوم سے کسی غلطی کی معافی نہیں مانگی۔ جس نے سقوطِ ڈھاکہ کی ذلت آمیز دستاویز پر دستخط کرنے کے بعد بھارتی جنرل ناگرہ کو گندے لطیفے سناتے ہوئے کہا کہ میں اپنی قوم کا ہیرو ہوں اس نے کبھی اپنی زندگی میں قوم سے معافی نہیں مانگی۔ جنہوں نے پرائیویٹ سیکورٹی فورسز بنوا کر مخالفین کو گولیوں کا نشانہ بنایا اور انہیں ایوانوں سے اٹھوا کر پھینکوا دیا انہوں نے بھی کبھی قوم سے معافی نہیں مانگی اور جنہوں نے اسلام کے نام پر قوم کو کلاشنکوف اور ہیروئن کے تحفے دیئے عدالتوں کے ججوں سے پھانسی کے فیصلے کروائے اور آئین کو ایک کتاب قرار دیا انہوں نے بھی کبھی معافی نہیں مانگی۔ اسی ملک میں ایک ایسی ہندو عورت بھی خاتونِ اول بنی کثرت شراب نوشی سے جس کا جگر جواب دے گیا تو وہ شرابیوں کو جمع کر کے ان کے سامنے سامان سے سجاتی اور پھر انہیں شراب پیتا دیکھ کر خوش ہوتی۔ وہ سیکرٹری دفاع بھی اس ملک کا صدر بنا جس کی بیوی ہر لمحے اس کے پیچھے پھرتی کہ کسی کمزور لمحے کوئی دوسری عورت فرسٹ لیڈی نہ بن جائے۔ وہ شیر بھی ایک صوبہ پر حکومت کرتا رہا جس کے قبضے سے کیڈٹ کالج لاہور کی اغواشدہ طالبات برآمد ہوئیں اور وہ بھی آج ہمارے محترم رہنما ٹھہرے جن کی تصویر آخری لمحے تک ٹی وی کی ایک اداکارہ کے بیڈروم میں لگی رہی اور وہ بھی ہمارے ایوانوں کے نگراں رہے جنہوں نے اپنے دوستوں کی محفل میں بڑے دعوے سے کہا تھا کہ شرط لگا لو وہ اب زندگی بھر کبھی نہیں گائے گی۔ وہ بھی ایک صوبے کی درسگاہوں میں تعلیم حاصل کرتے بچوں، بچیوں کے مستقبل کا رکھوالا ہے جس کے بارے میں ایک بوڑھے سیاستدان نے پوری قوم کو مخاطب کر کے کہا تھا کہ یہی میری بیٹی سے اجتماعی زیادتی کا مرتکب ہے اور وہ وزیر بھی اپنی گدی بچا گیا جو چوری کی گاڑی خریدنے علاقہ غیر گیا پھر اسمگلروں سے ٹال مٹول کرتا رہا ان کی قید سے بقیہ رقم کی ادائیگی تک رہا نہ ہو سکا اور جلاوطن رہنما جو سندھ کا وزیراعلیٰ مقرر ہوا اور اعلانیہ کہتا رہا کہ میں پیتا ہوں اور ڈٹ کے پیتا ہوں۔ اس ملک کی سیاسی تاریخ لکھتے وقت سرکاری ہاسٹلز کے سوپرز کے انٹرویز بھی شامل کئے جائیں جو کمروں سے چوڑیوں کے خون آلود ٹکڑے جمع کرتے اور بوتلیں چھپاتے رہے لیکن کسی صدر، وزیراعظم، وزیر، مشیر، رکن اسمبلی، بیوروکریٹ یا جج نے آج تک قوم سے معافی نہیں مانگی۔ وہ جو ہر سال 60 کروڑ کے محصولات بچاتے رہے جو 25 کروڑ روپے کی ایکسائز ڈیوٹی، 24 کروڑ روپے کا نہری پانی، 15 کروڑ روپے کی لکڑی اور 22 کروڑ روپے کی بجلی اور گیس چراتے رہے ان کو ٹی وی پر قوم کے سامنے معافی مانگنے نہیں لایا گیا۔ جو سرکاری دفاتر سے ہر سال ڈیڑھ کروڑ کے اسٹیشنری چراتے ہیں۔ 5 کروڑ کا سیمنٹ، سریا اور آئرن پار کر جاتے ہیں۔ 8 کروڑ کی تاریں، بجلی کے کھمبے اور ٹرانسفارمر غائب کر جاتے ہیں۔ 11 کروڑ کی ادویات، ہسپتالوں کے آلات اور مریضوں کی خوراک کھا جاتے ہیں۔ 12 کروڑ کی سڑکیں اپنی جیب میں ڈال لیتے ہیں اور 18 کروڑ کی گلیاں، نالیاں اور پلیاں پی جاتے ہیں جو کہ 5 لاکھ گیلن سالانہ سرکاری پٹرول ویگنوں کے اڈوں پر بیچتے ہیں اور ان میں سے کسی کو دبوچ کر عوام کے سامنے معافی مانگنے کا مستحق نہیں سمجھا گیا۔ جہاں پر شاہ، لغاری، مزاری، پیر، جام، جتوئی، کھوسے، ملک، ٹوانے، خٹک، آفریدی، نواب، باچے، مہر ہر سال قوم کے 6 ارب روپے کتا دوڑوں، ریچھ کی لڑائیوں، بٹیر بازیوں، اور عیاشیوں میں خرچ کر دیں ہر سال جو 7 ارب کی گاڑیاں خریدیں اور ڈیڑھ کروڑ روپے کا تمباکو پھونک دیں جو اس ملک میں نہریں نہ کھودنے دیں، اسکول نہ بننے دیں، بجلی نہ لگنے دیں، ٹریکٹر نہ چلنے دیں، زرعی ٹیکس نافذ نہ ہونے دیں، ووٹ نہ ڈالنے دیں، مردم شماری نہ ہونے دیں، گاؤں میں ریڈیو بند کروا دیں، اخبار جلا دیں، گندم نہ بونے دیں، سوال نہ کرنے دیں، جو انسانوں کو اپنے ڈیروں پر کتوں کی طرح باندھ کر رکھیں، جو انسانوں کو زمین میں گاڑ دیں، بھٹیوں کی چمنیوں میں پگھلا دیں، جو انسانوں کو اپنے تلوے چاٹنے اور بول و براز پینے پر مجبور کریں، جو ہر سال 12 ارب روپے کی غیر ملکی شراب پی جائیں اور 30 ارب روپے جوئے میں ہار جائیں۔ جو آج بھی ملک میں منشیات کے 65 ہزار اڈوں کے مالک ہوں اور ہر سال 70، 80 کروڑ روپے جگا ٹیکس وصول کریں، تھانے خریدیں، چوکیاں بیچیں ان کو ضلعی، صوبائی اور قومی ایوانوں میں بیٹھنے کے بجائے گردن سے دبوچ کے عوام سے معافی مانگنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ جو خود نیب کی ڈی بریفنگوں کو بھگتائے، کابینہ کے اجلاسوں میں بیٹھ کر ڈی بریفنگ سے گزرتے سائنسدانوں کے مستقبل کا فیصلہ کرنے میں فخر محسوس کریں لیکن معافی نہ مانگیں، قوموں کا سرمایہ کھیت، فیکٹریاں، گاڑیاں، ادارے، محلات اور ایوان نہیں ہوتے، لوگ ہوتے ہیں، اپنے ملک سے محبت کرنے والے اسے تعمیر کرنے والے ہنرمند لوگ اور جو قوم اپنے محسنوں کی تضحیک کیا کرتی ہے اس سے بڑی قلاش قوم کوئی نہیں ہوتی خواہ اس کے سارے کے سارے پہاڑ سونا بن جائیں، سارے دریاؤں اور سارے بیراجوں سے تیل بہنے لگے، سارے درختوں سے اشرفیاں اترنے لگیں اور آسمان سے ڈالروں کا مینہ برسنے لگے وہ قوم قلاش کہلاتی ہے۔ کسی نے خبر دی کہ معافی مل جانے کے بعد ڈاکٹر عبدالقدیر خان پھوٹ پھوٹ کے روئے بالکل ان ماؤں کی طرح جو اپنے جوان بچوں کی مرگ پہ روتی ہیں یا اس چڑیا کی طرح جو اپنا بچہ گھونسلے سے گرنے پر گریہ زاری کرتی ہے۔ میں اب ڈاکٹر عبدالقدیر خان سے ملنا نہیں چاہتا، ان سے بات نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اس کے بعد میرے ذہنی خلجان میں مزید اضافہ ہو جائے گا صرف یہ پیغام کسی ذریعے سے ان تک پہنچانا چاہتا ہوں کہ میں ایک مسلمان پاکستانی کی حیثیت سے ڈاکٹر عبدالقدیر خان آپ سے معافی کا طلبگار ہوں ایک پاکستانی کی حیثیت سے ٹی وی پر، آپ قوم کا نمائندہ سمجھ کر معاف کر دیجئے گا مجھے بھی اور اس پوری قوم کو بھی، ہم آپ سے شرمندہ ہیں، شرمسار ہیں۔

(بشکریہ: اے آر وائی)

النصر لیب

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیرِ نگرانی ادارہ ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ، ایکسرے، ای سی جی اور الٹراساؤنڈ کی سہولیات

خصوصی پیکج خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹراساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ لیور ☆ کڈنی ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ / ہیپاٹائٹس بی اور سی ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف 1500 روپے میں کروائیں۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED CLINICAL LAB
BY MOODY INTERNATIONAL

النصر لیب: 950۔بی، مولانا شوکت علی روڈ، فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور

فون: 5162185-5163924 موبائل: 0300-8400944

E-mail: alnasar@brain.net.pk Website: www.alnasar.com.pk

کاروان خلافت منزل بہ منزل

دوروزہ دعوتی پروگرام قائداعظم یونیورسٹی' اسلام آباد

دوروزہ دعوتی پروگرام 20 فروری 2004ء کو قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد کی کالونی کی مسجد میں جمعہ کی شام کو شروع ہوا۔ یہ پروگرام اتوار 22 فروری تک جاری رہا۔ اس دوروزہ پروگرام کے ناظم اسرار الحق صاحب تھے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز بعد نماز مغرب ہوا۔ جس میں جناب نورالامین صاحب نے دین اور مذہب کے موضوع پر خطاب کیا۔ جس میں تقریباً 25 رفقاء و احباب شامل ہوئے۔ اس کے بعد مختصراً سوال و جواب کی نشست ہوئی۔ اس وقت احباب سے گزارش کی گئی کہ وہ اس دوروزہ پروگراموں میں بھرپور شرکت کریں۔ اگر ہو سکے تو دوسروں کو بھی ساتھ لے کر آئیں۔ رات کو سونے سے پہلے سورہ غاشیہ کا مطالعہ کیا گیا جس میں قیامت کی ہولناکی کا بیان ہے۔ اس کے مطالعہ سے رفقاء کے دلوں میں خشیت الٰہی میں اضافہ ہوا۔ ناظم جناب اسرار الحق صاحب نے اس سورہ کو زبانی یاد کرنے کی تاکید کی۔ اگلے روز بروز ہفتہ بعد نماز فجر درس قرآن ہوا۔ درس قرآن جناب سید ریاض صاحب نے دیا۔ اس کے بعد بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد کا خطاب ویڈیو پر دکھایا گیا۔ جس کا موضوع تھا "اللہ اور اس کے رسول کی پکار پر لبیک کہو" خطاب کے دوران رفقاء و احباب کے درمیان کئی روح پرور منظر دیکھنے کو آئے۔ کچھ احباب تو اشکبار بھی ہوئے۔ خطاب سننے کے بعد اسی خطاب پر مذاکرہ ہوا۔ مذاکرہ کے دوران کئی نکات سامنے آئے۔ جس میں رفقاء اور احباب نے دل کھول کر حصہ لیا۔ نئے احباب کو اس مذاکرہ سے دین کے اہم پہلو سیکھنے کا موقع ملا۔ جو بعد میں بہت متاثر نظر آرہے تھے۔

دوسرے روز نماز فجر کے بعد درس حدیث نقیب اسرہ آفتاب امجد عباسی نے دیا۔ اس کے بعد بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمد کا دوسرا خطاب ویڈیو پر دکھایا گیا۔ اس کا موضوع تھا "راہ حق میں ابتلاء و آزمائش" اس خطاب کے سننے کے بعد رفقاء اور احباب کے اندر دین کے تقاضوں کو پورا کرنے کی ایک امنگ پیدا ہوئی۔ نئے رفقاء جو پہلی بار اس پروگرام میں شامل ہوئے تھے۔ بہت ہی پرجوش دکھائی دے رہے تھے۔ دن ایک بجے یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔ رفقاء نیک تمناؤں کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹ گئے۔ (رپورٹ: نورالامین)

ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی پاکستان کا دورہ صادق آباد

تنظیم اسلامی پاکستان کے ناظم اعلیٰ محترم جناب اظہر بختیار خلجی 28 فروری 2004ء کو حلقہ بالائی سندھ کے دورے پر تشریف لائے۔ 29 فروری بروز اتوار صادق آباد کے لئے مختص تھا۔ امیر حلقہ محترم جناب غلام محمد سومرو' جناب اورنگ زیب کمسی اور برادرم فیصل سومرو کی معیت میں ناظم اعلیٰ محترم خلجی صاحب کے ساتھ قریباً ڈیڑھ بجے صادق آباد پہنچے تو راقم اپنے تمام رفقاء کے ساتھ تقریباً گیارہ بجے سے انتظار میں تھا۔ ڈیڑھ بجے جامع مسجد غلہ منڈی میں نماز ظہر باجماعت ادا کی گئی اور واپس تنظیم کے دفتر آمد ہوئی۔ بجلی کی بندش کی وجہ سے دفتر میں بیٹھنا ناممکن تھا چونکہ دفتر قدرے پیچھے کی طرف بند کمرے کی شکل میں ہے۔ گھٹن اور اندھیرا (ظلمت بعضها فوق بعض) کا منظر پیش کر رہی تھیں۔ لہٰذا محترم حکیم جماعت علی صاحب کے ہمسایہ میں ایک دفتر نما ہال خالی مل گیا' جہاں مجلس کا انعقاد ممکن تھا۔ چنانچہ محترم ناظم اعلیٰ صاحب اپنی بصیرت اور بصارت کے ذریعے اندھیرے میں دفتر کی ایک جھلک دیکھنے کے بعد منعقدہ مجلس میں تشریف لائے۔ اور تمام رفقاء کو محبت بھرے انداز سے فرداً فرداً گلے لگایا۔ اپنائیت کی روح پھونکی اور میر محفل نظر آنے لگے۔ الحمدللہ تقریباً تمام رفقاء حاضر تھے۔ ایک ایک سے ذاتی تعارف حاصل کیا۔ بعض رفقاء جو عرصہ دراز سے مبتدی مرحلہ پر ہی قائم دائم اور صابر شاکر ہیں ان کی رہنمائی فرمائی۔ مجموعی طور پر نظم کا جائزہ لیا قیمتی آراء سے نوازا' محنت اور لگن کے ساتھ مسلسل دھکا لگاتے رہنے کا مشورہ دیا۔ اور فرمایا نتائج کے حوالے سے نہ زیادہ فکر مندی کی ضرورت ہے اور نہ ہم اس کے مکلف ہیں۔ خلوص و اخلاص سے کام کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ البتہ اپنی محبت اور طریقے کار کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے تاکہ کوتاہی کی صورت میں اصلاح ہو سکے۔ الحمدللہ تمام رفقاء نے قائدین کی آمد اور ان کے ساتھ ملاقات و تبادلہ خیال کو انتہائی خوشگوار محسوس کیا۔ تنظیمی رفقاء کے ساتھ میٹنگ کے بعد کچھ احباب بھی ملاقات کے لئے تشریف لائے جو کہ کافی عرصہ سے مقامی تنظیم کے حلقۂ احباب میں شامل ہیں۔ محترم ناظم اعلیٰ نے انہیں تنظیم میں باقاعدہ شمولیت کی دعوت دی۔ اس مجلس کے دوران ہی محترم محمد یونس بٹ مقامی تنظیم کے ناظم بیت المال نے دسترخوان لگا کر میزبانی کا شرف حاصل کیا۔ محترم سجاد منصور صاحب بھی خصوصی شکریئے کے مستحق ہیں کہ راقم کی عدم موجودگی میں تنظیم کے معاملات بحسن و خوبی چلا رہے ہیں۔

تقریباً 3 گھنٹے صادق آباد میں قیام کے بعد مہمانانِ گرامی دوبارہ سکھر کے لئے عازم سفر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی سربلندی کے لئے محنت و کوشش کرنے والے اس مختصر قافلے کو اپنی نصرت و تائید کے ساتھ رواں دواں رکھے۔ آمین!

(راقم: حافظ محمد خالد شفیع' امیر تنظیم اسلامی صادق آباد)

تنظیم اسلامی پنڈی گھیپ ماہ فروری 2004ء کی سرگرمیاں

(1) قرآنی حلقوں کو پنڈی گھیپ میں متعارف کرانے کے لئے چار جگہوں کا انتخاب کیا گیا ہے۔ تنظیم کے مقامی دفتر میں ہر اتوار بذریعہ ٹی وی درس قرآن کا پروگرام ہوتا ہے۔ جس کی ہفتہ وار حاضری 15 سے 20 افراد ہوتی ہے۔

(2) اسرہ عثمان غنیؓ کے نقیب جناب منیر صاحب نے ٹی وی اور سی ڈی پلیئر خود ہی خریدا اور دعوتی مقاصد کے لئے وقف کر دیا ہے۔ ان کے گھر یہ دو پروگرام ہو رہے ہیں۔ (i) ایک بروز اتوار بعد از نماز مغرب دورانیہ ایک گھنٹہ اس میں پانچ سے دس افراد شریک ہو رہے ہیں۔ (ii) بروز اتوار بعد نماز عصر برائے خواتین۔

(3) تیسرے پروگرام کے لئے شہر کی ایک اور مرکزی جگہ کا انتخاب ہوا اور وہاں مبا کمپیوٹرز کے مالک محترم عامر شہزاد صاحب نے ایک کمپیوٹر وقف کر دیا۔ اس طرح ہر ہفتہ بروز بدھ بعد از نماز مغرب مبا کمپیوٹر اکیڈمی میں درس قرآن کا حلقہ قائم ہو گیا۔ اس میں بھی احباب کی تعداد 10 سے 15 تک رہتی ہے (علاوہ اکیڈمی کے طلباء کے)

اس کے علاوہ ہر ماہ ہر اسرہ نے اپنا علیحدہ علیحدہ پروگرام ترتیب دیئے ہیں۔

(4) اسرہ ابوبکر صدیقؓ نے اپنا دعوتی پروگرام شہر کے ایک معروف ترین روڈ پر ایک رفیق کی دکان پر کیا۔ اس پروگرام میں 12 احباب اور 8 رفیق شریک ہوئے۔ اس پروگرام میں اسرہ عمر فاروقؓ کے رفقاء بھی شریک ہوئے۔ سب سے پہلے بانی محترم کی دورۂ ترجمۃ القرآن کی ویڈیو سی ڈی میں درس سورۃ النور دکھائی گئی۔

بعد ازاں اسرہ عمر فاروقؓ کے نقیب نے شہر میں ہونے والے پروگراموں کا تعارف کرایا۔ تنظیم اسلامی کا تعارف کرایا اور سورۃ النور کے حوالے سے اہم نکات پیش کئے۔

(5) اسرہ عثمان غنیؓ کے رفیق جناب منیر احمد نے اپنا دعوتی پروگرام مسجد حنفیہ محلہ تولا میں کیا۔ اور وہاں انہوں نے ذاتی طور پر "فرائض دینی کا جامع تصور" بہت ہی مدلل انداز میں پیش کیا۔ تختہ سفید (White Board) کا بہترین استعمال کیا' بعد میں سوال جواب کی محفل ہوئی اور انہوں نے مختصر جوابات دیئے۔

اس کے علاوہ قرآنی حلقہ جات کے حوالے سے کئی اور کوششیں بھی ہوئیں جو کسی بھی وجہ سے مکمل نہ ہو سکیں۔ بہرحال ہر رفیق کو اس کی کاوشوں کا صلہ ضرور ملے گا۔ کیونکہ ہر رفیق کا انفرادی مقصد رضائے رب اور اخروی نجات ہے۔ اس کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمادے۔ (آمین) (رپورٹ: محمد سرفراز)

امیر محترم کا دورۂ سرحد جنوبی

حلقہ سرحد جنوبی' سرحد شمالی اور حلقہ پنجاب شمالی کے لئے توسیعی مشاورت کے لئے نوشہرہ مرکز کا انتخاب کیا گیا اور اس کے لئے اتوار 7 مارچ کا دن منتخب کیا گیا۔ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ⇦

امیر حلقہ نے مورخہ 6 مارچ بروز ہفتہ حلقہ سرحد جنوبی کا ماہانہ تربیتی اجتماع رکھا گیا۔ جس کا وقت نماز مغرب سے اتوار کی صبح تک طے ہوا۔

پروگرام کا آغاز امیر تنظیم حافظ عاکف سعید صاحب کی گفتگو سے ہوا۔ آپ نے سورۃ آل عمران کی آیات 111' 112 ﴿ان اللہ اشتری من المؤمنین﴾ سے گفتگو کا آغاز کیا اور کہا کہ اس موقع پر درس دینا مقصود نہیں بلکہ تذکیری نوعیت کی گفتگو ہونی چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب فریضہ اقامتِ دین کی ادائیگی کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اکٹھے ہونے کی فضیلت احادیث میں آئی ہے (این المتحابون بجلالی یوم اظلھم تحت ظلی یوم لا ظل الا ظلی) ان لوگوں کے بارے میں کہا جا رہا ہے جو اس کی عظمت اور جلال کو دنیا میں قائم کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں اور جس کے بارے میں آیا ہے کہ و کبرہ تکبیرا تو اللہ نے سودا کیا ہے اس کو جان اور مال مطلوب ہے اس کی قیمت جنت ہے لیکن پھر لیکن پھر تصرف بھی اس کی مرضی کے مطابق ہوا اور یہ زندگی تب ہی بامعنی بنے گی جب اسے اللہ کی مرضی کے مطابق اس کی راہ میں خرچ کیا جائے لیکن شیطان جو داعی الی النار ہے وہ مختلف وسوسے پیدا کرتا ہے۔ تو فرمایا ﴿ومن اوفی بعھدہ من اللہ﴾ اس سے زیادہ نفع بخش ڈیل اور کاروبار تو ہو ہی نہیں سکتا۔ آیت نمبر 112 کے بارے میں ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ نو اوصاف ان لوگوں کے لئے ہیں جن کی آنکھیں کھل جائیں' ان لوگوں کو اپنی زندگیوں کو ان نو اوصاف سے مزین کرنا چاہئے۔ درس قرآن کے بعد نماز عشاء اور کھانے کا وقفہ ہوا۔

بعد ازاں حلقہ سرحد جنوبی سے مرکزی مجلس مشاورت کا انتخاب ہوا جسے ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی صاحب نے کنڈکٹ کیا۔ مجلس مشاورت کے انتخاب کے بعد آرام کا وقفہ ہوا۔

نماز فجر کے بعد ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی صاحب کی گفتگو تھی۔ انہوں نے قرآن مجید میں مختلف مقامات پر بیان شدہ قصہ آدم و ابلیس بیان کرتے ہوئے دونوں کرداروں کا تجزیہ کیا شیطان نے نافرمانی کی اور استکبار کی روش اختیار کی جبکہ حضرت آدمؑ سے خطا ہوئی اور انہوں نے توبہ کی۔ اب شیطان کی کوشش ہے کہ انسان کو بندگی سے پھسلائے اور نافرمانی کروائے۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب کا رب اور مالک اللہ ہے اور ہم سب آدم کی اولاد ہیں ہم نے عہد الست کر رکھا ہے۔ اللہ نے ہمیں شعور بخشا کہ خلافت کے قیام کے لئے ایک جماعت میں شامل ہوئے۔ یوں محترم ناظم اعلیٰ کی گفتگو کے ساتھ ماہانہ تربیتی اجتماع کا اختتام ہوا۔ اس پروگرام میں 49 رفقاء نے شرکت کی۔

توسیعی مشاورت کا باقاعدہ اجلاس ساڑھے نو بجے شروع ہوا۔ محترم ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی صاحب نے تنظیم اسلامی میں مشاورت کی مختلف سطحوں کا ذکر کیا۔ اظہار خیال میں بارہ رفقاء نے حصہ لیا۔ ان میں سے آٹھ رفقاء سرحد جنوبی اور چار رفقاء حلقہ پنجاب شمالی کے تھے۔ یہ اجلاس سوا بارہ بجے اختتام پذیر ہوا۔ توسیعی مجلس مشاورت میں حلقہ سرحد شمالی کے قائم مقام امیر جناب غلام اللہ خان حقانی صاحب' امیر حلقہ پنجاب شمالی خالد محمود عباسی اور امیر حلقہ سرحد جنوبی میجر (ر) فتح محمد صاحب نے شرکت کی۔ ان مصروفیات کے بعد امیر تنظیم پشاور کے لئے عازم سفر ہوئے جہاں پر انہوں نے اپنے استاد محترم مولانا الطاف الرحمٰن بنوی صاحب سے ملاقات طے کی تھی۔ پہلا پڑاؤ تو حسب معمول محترم ڈاکٹر محمد اقبال صافی صاحب کے ہاں تھا۔ بعد از نماز مغرب امیر محترم معہ ناظم اعلیٰ امیر حلقہ سرحد جنوبی اور ڈاکٹر محمد اقبال صافی صاحب مولانا صاحب سے ملاقات کے لئے سٹیشن مسجد روانہ ہوئے جہاں پر مولانا الطاف الرحمٰن بنوی صاحب کو منتظر پایا۔ مولانا صاحب نے شکوہ کیا کہ میجر (ر) فتح محمد نے آج کوئی رابطہ نہیں کیا اور وہ منتظر تھے کہ رابطہ کرنے پر وہ محترم عاکف سعید صاحب کے لئے دعوت کا اہتمام کریں گے۔ میجر (ر) فتح محمد صاحب نے چند عذر پیش کئے جن کو مولانا صاحب نے خوش دلی سے قبول کر لیا۔ مختصر گفتگو کے بعد مولانا صاحب سے ڈاکٹر اقبال صافی نے درخواست کی کہ عشائیہ اور باقی گفتگو کے لئے ان کی رہائش گاہ پر چلیں۔ استاد اور شاگرد میں ایک طویل اور بہت ہی دلچسپ نشست رہی۔ اگلی صبح بعد نماز فجر و ناشتہ کے بعد امیر محترم نوشہرہ کے لئے روانہ ہوئے جہاں پر امیر محترم کی والدہ صاحبہ قیام پذیر تھیں۔ یہاں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ اس دورہ میں محترم بانی تنظیم کی اہلیہ محترمہ اور ایک صاحبزادی' رفیقات تنظیم نوشہرہ و پشاور سے ملاقات کے لئے امیر محترم کے ہمراہ تشریف لائیں تھیں۔ (مرتب کردہ: خورشید انجم و میجر فتح محمد)

تربیت گاہ برائے نقبا (حلقہ سندھ زیریں)

مرکز تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام حلقہ سندھ زیریں کے نقباء کا تربیتی پروگرام قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی میں مورخہ 29 فروری بروز اتوار بعد از نماز عصر شروع ہوا جس میں نقباء کے علاوہ دیگر عہدے داران بھی شریک تھے۔ پروگرام کی ابتدا ناظم تربیت جناب شاہد اسلم کے تعارفی کلمات سے ہوئی جس میں انہوں نے اس پروگرام کی اہمیت سے شرکاء کو آگاہ کیا۔ اس کے بعد نقباء اور دیگر عہدے داران نے اپنا تعارف کروایا۔ مغرب کی نماز کے بعد کوئٹہ کے رفیق جناب عبدالسلام عمر صاحب نے انفاق فی سبیل اللہ کے موضوع پر پُر اثر خطاب کیا جس میں انہوں نے واضح کیا کہ کسی بھی تحریک کو چلانے کے لئے جنون کی کیفیت ہونی چاہئے اور جنون نام ہے جان و مال کو کھپانے کا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ دور حاضر کے دجالی فتنوں کی جڑوں میں سے ایک جڑ تصور ملکیت ہے یعنی انسان اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کو یہ سمجھ لے کہ یہ اسی کی محنت اور صلاحیت کا حاصل ہے۔ نماز عشاء اور طعام کے بعد کراچی سوسائٹی کے رفیق جناب ڈاکٹر الیاس نے Time Management کے موضوع پر Multimedia کے ذریعہ عمدہ Charts اور Graphs پر مشتمل تین گھنٹے پر محیط لیکچر دیا جس میں اپنے وقت کا صحیح استعمال اور ضروری کاموں کی درجہ بندی اور ان کے صحیح استعمال کا طریقہ واضح کیا تاکہ نقباء اپنے فرائض منصبی کے لئے وقت کو صحیح طور پر Manage کر سکیں۔

دوسرے دن شرکاء کو تہجد کی نماز کے لئے اٹھایا گیا۔ اذان فجر کے بعد محترم عبدالسلام صاحب نے 15 منٹ کے مختصر وقت میں تجوید کے بنیادی قواعد سے آگاہ کیا جو چاروں دن جاری رہا۔ ناشتہ کے وقفے کے بعد صبح 8:30 بجے امیر محترم جناب حافظ عاکف سعید نے ماتحت رفقاء سے تعلقات نظم بالا کے ماتحت رفقاء سے تعلقات کے موضوع پر گفتگو فرمائی آپ نے واضح فرمایا کہ ماتحت رفقاء کا نظم بالا سے تعلق سے سمع و طاعت کا ہونا چاہئے۔ ہر رفیق کو چاہئے کہ اپنے فرائض پوری طرح سرانجام دے وہ اپنے نقیب یا اپنے امیر کے افعال کا جواب دہ نہیں ہوگا۔ آپ نے نجوٰی کی شناعت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ اجتماعی نظم کے حوالے سے نجوٰی گناہ کبیرہ ہے اور جو گروہ نجوٰی میں ملوث ہوں ان کی بالکل حوصلہ افزائی نہیں ہونی چاہئے۔ چائے کے وقفہ کے بعد کراچی جنوبی کے رفیق جناب شجاع الدین شیخ صاحب نے حکمتِ دعوت و تبلیغ کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ دعوت و تبلیغ میں سب سے اہم چیز حسنِ نیت ہے یعنی مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہو اور دوسری چیز داعیانہ تڑپ اور داعی کے قول و فعل میں مطابقت ہو۔ دعوت و تبلیغ کی لگن اور دھن اسوہ رسول ﷺ ہے۔ اس کے بعد ڈاکٹر الیاس نے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی معرکۃ الآراء تحریر ''منہج انقلاب نبوی ﷺ'' کا مذاکرہ کروایا جس میں انہوں نے نبی کریم ﷺ کے انقلاب کے طریق کار کو واضح کیا اور دور حاضر میں 1۔دعوت 2۔تنظیم 3۔تربیت 4۔صبر محض 5۔اقدام اور 6۔مسلح تصادم کے مراحل کو واضح کیا۔ آپ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اجتماعی کوشش کیوں ضروری ہے' انقلابی جماعت میں درجہ بندی کا کیا معیار ہوگا' نیز اقدام کا فیصلہ کب ہوگا اور ان مراحل کے لئے سنت سے کیا ہدایت ملتی ہیں۔ سوا چار بجے تربیت گاہ کے شرکاء کو قرآن مرکز کورنگی لے جایا گیا جہاں مختلف گروپس تشکیل دیئے گئے۔ ایک گروپ نے مغرب کے بعد ہونے والے دعوتی پروگرام کے لئے گھر گھر جا کر لوگوں کو دعوت دی جس کا موضوع موقع کی مناسبت سے رکھا گیا یعنی ''قرآن کا فلسفہ شہادت'' دوسرے گروپ نے ان احباب سے ملاقات کی جو کہ تنظیم اسلامی کی فکر اور اس کی دعوت سے کسی قدر واقف تھے۔ اس ملاقات میں رفقاء نے احباب کو اس قافلے میں شامل ہونے کی دعوت دی جس پر احباب نے بھرپور تعاون کا اظہار کیا۔ مغرب کی نماز کے بعد ناظم دعوت جناب چودھری رحمت اللہ بٹر صاحب نے نہایت موثر انداز سے قرآن کا فلسفہ شہادت بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ نے امت محمدیہ ﷺ پر یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ وہ اللہ کے پیغام کو تمام بنی نوع انسان تک پہنچا کر شہادت علی الناس کا فریضہ ادا کریں ـــ اس پروگرام میں تقریباً 250 خواتین و حضرات نے شرکت کی۔ بعد نماز عشاء گروپس نے اپنی ملاقاتوں کی کارگزاری پیش کی۔

اگلے روز ناظم حلقہ سندھ زیریں جناب انجینئر نوید احمد صاحب نے ''شرعی پردہ اور مردوں کی قوامیت'' کے موضوع پر ملٹی میڈیا کے ذریعہ لیکچر دیا۔ آپ نے مرد اور عورت کے ستر' عورت کے گھر

کے اندر اور باہر کے پردے اور مرد کی قوامیت کی حکمت کو واضح فرمایا۔ نیز اسلام میں عورت کا اصل دائرہ کار گھر کو قرار دیا۔ اس کے بعد برادرم جناب عبدالسلام عمر صاحب نے ''انفرادی نجات اور اجتماعی فلاح'' کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ کسی انسان کی انفرادی نجات کا دارومدار اس کی اپنی ذات پر ہے' اگر کوئی شخص کسی بھی دینی تحریک میں شامل ہو کر اپنے معمولات کو دین کے مطابق نہیں ڈھالتا تو ممکن ہے اس کے تعاون سے تحریک کو کامیابی حاصل ہو جائے لیکن اس کی ذات کو کوئی اخروی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ اس کے بعد ''عبادات کی حکمت اور غرض وغایت'' کے موضوع پر جناب رحمت اللہ بٹر صاحب نے کہا کہ نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج اسلام کے بنیادی ستون ہیں جو پوری زندگی میں اللہ کی عبادت کے لئے بندے کو مدد دیتے ہیں۔

نماز ظہر' طعام اور آرام کے وقفے کے بعد نقباء کے گروپس ترتیب دیئے گئے جن کی ذمہ داری ان رفقاء سے ملاقاتیں تھیں جو کسی وجہ سے قافلہ تنظیم میں سست پڑ گئے تھے اور پیچھے رہ گئے تھے۔

الحمدللہ یہ ملاقاتیں نہایت مفید ثابت ہوئیں اور رفقاء نے اپنے اندر جذبہ ایمان کی نئی کیفیت محسوس کی۔ رفقاء نے وعدہ کیا کہ وہ ایک بار پھر اپنی پوری تندہی سے اپنے مقصود (اخروی نجات) کی طرف بڑھنے کی کوشش کریں گے۔ ان ملاقاتوں کے دوران قرآن اکیڈمی میں موجود کچھ نقباء کو درس کی مشق کرائی گئی جس کے لئے انہیں ''فرائض دینی'' اور ''منہج انقلابِ نبوی ﷺ'' کے موضوع دیئے گئے۔ بعد نماز مغرب رحمت اللہ بٹر صاحب نے ''معاملات'' کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگ اگر صلہ رحمی کریں تو اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی مال و اولاد میں برکت عطا فرماتا ہے اور اس کا اجر آخرت میں بھی ملے گا۔ عہد کی پاسداری کے ضمن میں فرمایا کہ جس کے پاس کوئی بھی منصب ہے وہ اس کی ذمہ داری ہے اور اس کا عہد ہے' جو کہ اس کے پاس امانت ہے۔ اگر وہ اپنے منصب کی ذمہ داری پوری نہیں کر رہا تو یہ بددیانتی اور خیانت ہے۔ اس کے بعد رحمت اللہ بٹر صاحب نے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی تحریر ''فرائض دینی کا جامع تصور'' پر مذاکرہ کرایا۔ جس میں شرکا نے بڑی دلچسپی کے ساتھ حصہ لیا۔ تربیت گاہ کے آخری دن صبح 8:30 بجے ناظم اعلیٰ تنظیم اسلامی محترم اظہر بختیار خلجی صاحب نے ''نقیب کا کردار'' کے موضوع پر مذاکرہ کرایا جس میں انہوں نے بڑی حکمت سے نقباء سے ان کے مسائل دریافت فرمائے جس میں تمام نقباء نے اپنے مسائل کا کھل کر اظہار کیا اور ان کے حل بھی تجویز کئے جبکہ اظہر بختیار خلجی صاحب نے ان تمام مسائل کا واحد حل یہ تجویز فرمایا کہ نقیب اپنے اسرے کو ایک حقیقی خاندان کی حیثیت دے اور اس کو ایک حقیقی باپ کی طرح چلائے۔ اس کے بعد محترم شاہد اسلم صاحب نے ''بچوں کی تربیت'' کے موضوع پر احادیث کی روشنی میں تربیت کے حوالے سے اہم ہدایات بیان فرمائیں۔ پروگرام کے آخر میں امیر حلقہ سندھ زیریں جناب نسیم الدین صاحب نے اپنے اختتامی کلمات میں کہا کہ نقباء کو اس تربیت گاہ میں حاصل ہونے والی رہنمائی کو اپنے اسروں میں Implement کرنا نقباء کی ذمہ داری ہے۔ مسنون دعا پر اس تربیت گاہ کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: سلیم الدین نقیب' تنظیم اسلامی کراچی' شرقی)

تربیت گاہ برائے ملتزم رفقاء

بمقام مرکزی دفتر تنظیم اسلامی' گڑھی شاہو' لاہور

مورخہ 11 اپریل نماز عصر سے 17 اپریل نماز ظہر

تک منعقد ہو رہی ہے

ملتزم رفقاء سے شرکت کی اپیل کی جاتی ہے۔

المعلن: مرکزی شعبہ تربیت تنظیم اسلامی

ان شاء اللہ العزیز ——— **تنظیم اسلامی طقہ خواتین**' لاہور کا

سالانہ اجتماع عام

11 اپریل 2004ء بروز اتوار' صبح 9:30 تا دوپہر 2:30

بمقام: **قرآن کالج آڈیٹوریم**

191۔ اتاترک بلاک' نیو گارڈن ٹاؤن' لاہور منعقد ہوگا' جس میں

محترم جناب **ڈاکٹر اسرار احمد** بانی تنظیم اسلامی

''موجودہ عالمی حالات میں خواتین کا کردار''

کے موضوع پر خطاب فرمائیں گے۔

مزید برآں' درج ذیل اہم دینی موضوعات پر خواتین کی تقاریر ہوں گی:

- جہاد کی اہمیت
- دورِ جدید' توہم پرستی اور سفلی علوم
- اسلام دین ہے یا مذہب؟
- معرفتِ الٰہی بذریعہ آیاتِ انفسی
- اسلام میں ستر و حجاب کے احکامات

——— خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے ———

مقررہ وقت پر تشریف لا کر بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

بچوں کو ساتھ لانے سے حتی الامکان گریز کریں۔

[illegible] تنظیم اسلامی [illegible]

مرکزی دفتر: قرآن اکیڈمی' 36۔ کے ماڈل ٹاؤن' لاہور۔

رابطہ فون: 5869501-03,6304338

قرآنی آیات کا تعلیمی نصاب سے اخراج اور تعلیمی بورڈز آغا خان فاؤنڈیشن کو حوالگی

نامنظور

ملک کو سیکولر بنانے کی پالیسیاں یہودیوں اور قادیانیوں کے ایما پر ہو رہی ہیں۔

انٹرمیڈیٹ کے نصاب سے سورۃ توبہ کی آیات کو نکال دیا گیا ہے۔

نصاب تعلیم سے جہاد' مینار پاکستان اور شہداء کے تذکرے والے مضامین خارج کر دیئے گئے ہیں۔

ملکی باہنی کو آزادی کا سپاہی قرار دیا گیا ہے۔

راجہ جے پال کی محمود غزنوی سے شکست اور شہدائے تمبر کے مضامین غائب کر دیئے گئے ہیں۔

ہم اہل اقتدار سے پوچھتے ہیں کہ اگر پاکستان اور بھارت کا تعلیمی نصاب ایک ہی کرنا تھا تو الگ ملک کی ضرورت کیا تھی؟

ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ تعلیمی اداروں کی آغا خان فاؤنڈیشن جیسے لادین اداروں کے حوالے کرنے کے عمل کو روکا جائے اور نصاب تعلیم سے قرآنی اسباق' دو قومی نظریہ اور اسلامی ہیروز کے حالات زندگی کو خارج کرنے کا شرمناک فیصلہ واپس لیا جائے۔

تنظیم اسلامی صادق مارکیٹ ریلوے روڈ' فیصل آباد۔ فون: 624290

ایڈیٹر کی ڈاک

قارئین کا صفحہ

❁ ''ندائے خلافت'' کی جامعیت' دل سوزی' باقاعدگی اور تنوع کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ اس دور کم سواد میں طویل مضامین' معرب عبارتیں اور اصطلاحات کا جزو اپنی تمام تر دیدہ ریزی اور نکتہ سنجی کے باوجود مضمون نگار کو مایوسی کے سوا کچھ نہیں دیتا۔ کھیل تماشے' بسنت میلے' فلم' ٹی وی وغیرہ نے ہماری معاشی اور معاشرتی زندگی کا گھیرا اتنا تنگ کر دیا ہے کہ رزقِ حلال کمانے تک کی زحمت بھی بارگراں ہونے لگی ہے...... اس تناظر میں جتنے بھی جرائم ہو رہے ہیں اسے مہنگائی' بدانتظامی' انصاف کشی اور بدتدبیری کا نتیجہ سمجھنے کی بجائے القاعدہ اور شیخ اسامہ کے کھاتے میں ڈال دیا جاتا ہے گویا یہ قوم نے ڈھونڈ لی فلاح کی راہ۔

کتابوں پر تبصرے ایک اچھا تعارف ہے' خدا کرے کہ آپ اس طرف متوجہ رہیں۔ ایک چیز جو خصوصی طور پر مری ذات سے متعلق ہے اس کا ذکر نہ کرنا اپنے آپ سے زیادتی ہوگی وہ ہے اداریے سے پہلے پیشانی پر لکھی گئی بسم اللہ شریف' اپنے خاص پس منظر کے ساتھ یہ نمونے خاصے نایاب اور دلچسپ ہیں۔ ایک دور میں میں ڈاک کے ٹکٹ جمع کرتا تھا لیکن بعد میں اسے ترک کر کے خطاطی کے مختلف انداز میں بسم اللہ شریف کے لکھے گئے نمونے جمع کرنے شروع کر دیئے۔ لہٰذا آپ کی یہ کاوش قابل مبارکباد ہے کہ اس سے مسلمانوں کی فن کتابت میں دلچسپی اور اللہ کے کلام سے محبت ظاہر ہوتی ہے۔ اگر یہ سرورق کے گلیزی کاغذ پر ابتدا میں ہوتا تو شاید میرے نزدیک کئی اعتبار سے بہتر ہوتا۔ آپ کے تمام لکھنے والے قابل مبارک باد ہیں اور ان کی محنت قابل داد ہے۔

(سردار محمد سعد اللہ خان' وہوا' ضلع ڈیرہ غازی خان)

❁ میرا طریقہ یہ ہے کہ اسلامی تاریخ اور اسلامی مہینہ سے متعلق تاریخی واقعات کو دورِ حاضر کے حالات و مسائل کی روشنی میں بیان کرتا ہوں اور پھر حالاتِ حاضرہ کا حل سابقہ تاریخ کی روشنی میں بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس انداز کے لئے ندائے خلافت مجھے بہتر مواد مہیا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔

(مولوی سعید الرحمٰن' خطیب و امام جامع مسجد مدینہ نزد ہاسٹل نمبر 1 پشاور یونیورسٹی)

❁ یونیورسٹی آف ایجوکیشن نے اسلامیات کے مضمون کے ساتھ جو تساہل کا سلوک کیا ہے اس کے بارے میں چند گزارشات ہیں:

گورنمنٹ آف پاکستان کی تعلیمی ترقیاتی پروگرام کے تحت یونیورسٹی آف ایجوکیشن کا تعلیمی و تربیتی انقلابی پروگرام' منصوبہ قابل تعریف ہے کہ اس نے پنجاب بھر میں اپنے چھتیس کیمپس (گورنمنٹ ایلیمنٹری ٹیچرز ٹریننگ کالجز) میں بی ایڈ کلاسز برائے گریجوایٹ طلباء/ طالبات 2002ء سے آغاز کر دیا ہے۔ جس سے ابتدائی یعنی (مڈل) سطح کی تدریس کے لئے پڑھے لکھے گریجوایٹ تربیت یافتہ ٹیچر وافر تعداد میں دستیاب ہو سکیں گے جس سے یقیناً پاکستان میں تعلیم و تربیت کے میدان میں بہتر اور مفید اثرات مرتب ہوں گے۔

البتہ! پاکستان جیسے اسلامی اور نظریاتی ملک میں تعلیمی و تربیتی پروگرامز میں اسلامیات کے مضمون کو بجا طور پر دیگر تمام مضامین پر فوقیت حاصل ہونی چاہئے۔

الحمد للہ! کسی حد تک پاکستان میں ابتدائی سطح سے لے کر بی اے' بی ایس سی کلاسز تک اسلامیات کو لازمی مضمون کی حیثیت سے پڑھایا جا رہا ہے' بلکہ بعض یونیورسٹیز میں مختلف مضامین میں ماسٹرز کے ساتھ ساتھ اسلامیات کے مضمون کو بھی بطور (Compulsory) پڑھایا جاتا ہے۔

مثلاً اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور' انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد' بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان وغیرہ میں۔ جبکہ یونیورسٹی آف ایجوکیشن کے بی ایڈ پروگرام میں جس سے ٹیچرز کو پڑھانے کی عملی تربیت دی جاتی ہے اور ٹیچرز کو پڑھانے کے تمام سکلز اور میتھڈ سکھلائے جاتے ہیں اور معلم آئندہ پوری زندگی انہیں بنیادوں پر تعلیمی و تدریسی پروگرام سرانجام دیتا ہے۔ اور ایک عام مسلمان ٹیچر کو تمام مضامین کا کسی نہ کسی انداز میں اسلامیات کے ساتھ اس کا تعلق ظاہر کرنا ہوتا ہے' کیونکہ وہ ایک مسلمان استاد اور حضور علیہ السلام کا پیروکار اور سچا جانشین ہوتا ہے۔ تعجب اور افسوس اس امر کا ہے کہ یونیورسٹی آف ایجوکیشن نے بی ایڈ کورس' نصاب میں اسلامیات کو بطور لازمی مضمون نہیں رکھا' بلکہ اسلامیات کو بطور اختیاری مضمون رکھا ہے' اگر کوئی چاہے تو اسلامیات پڑھ لے چاہے تو نہ پڑھے' لہٰذا آپ کے روزنامہ کی وساطت سے ہم بھرپور مطالبہ کرتے ہیں کہ اسلامیات کو بطور لازمی مضمون بی ایڈ کورس میں شامل نصاب کیا جائے۔

<u>تجاویز</u>

1۔ اسلامیات ایک ایسا زبردست اہمیت کا حامل مضمون ہے کہ جس کے اثرات' نتائج اور فوائد کے پیش نظر اس کے پیریڈز اور دورانیہ بڑھاتے ہوئے ہر ٹرم میں اسے جاری رکھا جائے تاکہ طلباء اس سے زیادہ سے زیادہ منسلک رہتے ہوئے نہ صرف اپنی بہترین تربیت کی تکمیل کر سکیں بلکہ اسوۂ حسنہ کی روشنی میں آئندہ اپنے طلباء/ طالبات کو اچھا اور مفید شہری اور سچا مسلمان بنا سکیں۔

2۔ بی ایڈ کے تعلیمی و تربیتی پروگرام میں دیگر مضامین مثلاً اردو' عربی' انگلش' مطالعہ پاکستان' بقیہ تمام مضامین کی طرح اسلامیات کو لازمی اور اختیاری دونوں حیثیتوں سے شامل نصاب کیا جائے۔

3۔ مضمون اسلامیات (لازمی اور اختیاری) کی صورت میں موجودہ کل نمبر 50 کی بجائے 200 نمبر کئے جائیں۔

4۔ اسلامی علوم کا تمام مسلمانوں کی دنیوی و اخروی عملی زندگی سے گہرا تعلق ہے۔ لہٰذا اس کے سیرت و کردار پر اثرات دکھانے والے طلباء و طالبات کے لئے خصوصی نمبر رکھے جائیں۔

5۔ مذکورہ بالا تجاویز کو قانونی اور عملی صورت دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اللہ کی خوشنودی اور سعادت دارین حاصل کریں۔

آپ کا اقبال درخشندہ رہے۔

محمد جاوید 36 کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

مساواتِ اسلام

حضرت عالمگیرؒ ایک روز جامع مسجد دہلی میں نماز جمعہ کے لئے کسی مجبوری کی وجہ سے ذرا تاخیر سے پہنچے۔ دیکھا تو امام جامع مسجد آمدِ شاہ کا منتظر بیٹھا ہے۔ آپ نے فرمایا ''وقت مقررہ پر نماز شروع کر دیتے۔ میرے انتظار کی کیا حاجت تھی؟'' اور یہ کہہ کر امام کو برخاست کر دیا کہ ''جو امام احکامِ خداوندی کے مقابلے میں آدابِ شاہی کو زیادہ ملحوظ رکھے وہ قابل امامت نہیں۔''

intellectual has his own specialty. The theme he undertakes is the call. There is one direction, defend the US policies or anyone of the Western values, such as supporting gay and lesbian rights, in which all space is open to him. This theme and the call to rise to the pinnacle depend on his organization. He inclines to do something which is easy to him as a Muslim, and good in worldly rewards, but which no other Muslim can do. He has no "moderate" rival.

For the more truly a pro-Washington Muslim intellectual rejects his constitution, the more difference will his work exhibit from the work of any other sell-out. Some go, like Manji, to the extent of accepting the Qur'an as the final manifesto of Allah. His ambition is exactly proportioned to his powers. The height of the pinnacle is determined by the breadth of his Washington-supported base.

A rule that fits all

The common experience is that all sell-out intellectuals fit themselves, as well as they can, to the customary details of the Washington-dictated agenda and tend it as a dog turns a spit. Then is he a part of the unjust system that runs irrespective of Bill, Bush or someone else after these; the intellectual is lost.

Although the sell-out intellectuals attempt to communicate themselves to others in their full stature and proportion, they do not yet find their inner peace. They do not find in that an outlet for their character. So they fail to justify their work to their eyes. That is the inner punishment.

Separating sell-out from his sponsors

As far the question of separating an intellectual from his sponsors, it is hard to separate deeds from ideas. His selling himself and mortgaging his soul does not let him communicate effectively. Whatever he knows and thinks do not let him communicate, and men will never know and honour him aright — that's why none of these sell-outs could help the US win hearts and minds in the Muslim world.. Foolish, whenever an intellectual takes the meanness and formality of that he does, instead of converting truth into the obedient spiracle of his character and aims.

It is naïve to argue that one is critical of Bush administration and is thus justified in all his Washington inspired views. Just a single sentence, telling Muslims in America to put interests of their sons and daughters in the US before the interests of their brothers and sisters in the occupied Muslim lands, towards the end of "anti-US" article is good enough to tell its readers the mind set of the writer.

The pro-Washington intellectuals and journalists cannot bury their meanings deep in their articles and books, but time and men of understanding will find them just as a good mathematician will find out the whole figure from just an arc of the curve.

Can ideas be parted from intentions?

Of course, there are gradations of the US government involvement in all intellectual debate. However, it is not difficult in this age to understand the original intentions and motives of individuals and organisations, no matter how they may attempt to the contrary. For public, Thomas Friedman will remain what he is irrespective of any defence he may put to avoid being considered as an agent of the neo-cons. To the contrary, Robert Fisk needs no advertisement of his sincerity.

Limits to supporting tyranny

Words sincerely spoken from the heart never go waste. Every intellectual is free to set his own rate. Extremist or moderate, nature meddles not in the matter. Nature accepts everyone's measure of his doing and being, whether he sneaks about and dilutes his faith for some worldly favors of the oppressors, or whether he sees his work produced for the cause of the oppressed humanity.

There is, however, a limit to supporting injustice and arguing for tyranny. An intellectual is worthy as long as he gives and the public receives. This process comes to a halt when public refuse to come into the same state in which the intellectual is; the transfusion stops; the public is no more him, and he is not more the public.

When public realize that Thomas Friedman or Daniel Pipes is just an undercover spokesman of the neo-cons, his propositions run out of one ear as they ran in at the other. Motive or intention of the intellectual is, therefore, not irrelevant at all. We cannot separate a writer from his ideas. Interestingly, the human character evermore publishes itself, no matter how much we may try to take it out of the discussion. We show it from every act. We display it even when we are sleeping.

We have yet to learn, that an idea uttered in words is worthless unless affirmed by deeds. not therefore affirmed. It is impossible to expect that a person fed and sustained by a oppressor would speak against his interests. The effect of any writing on the public mind is mathematically measurable by its depth of thought as well as the character of its author.

Write to eternal public

The way to speak and write what shall not lose its effectiveness is, to speak and write sincerely from your own mind and hear. In the intellectual market, thoughts expressed with the power of dollars rise and fall with the rise and fall of dollar on the currency market. Take Sidney's maxim: -- "Look in thy heart, and write." He that writes to himself writes to an eternal public.

The sell-out intellectuals and journalists forget that the effect of every write up is measured by the depth of the sentiment from which it proceeds. Every attempt at greatness in the form of presenting oneself as an advisor to the tyrants of the time or leader of Islamic reformation brings no greatness to these individuals.

Most evil and great men knew not that they were so until it took, in some case, centuries after their existence for the fact to appear. Who could say in the mid 30s that no one would like to be associated with the well respected Hitler and his intellectual cronies a few decades later? For greatness one must do what he must. It is the most natural thing in the world, and grew out of the circumstances of the moment not the temptation for greatness, acceptance or worldly well-being.

If the intellectuals and journalists did not learn the simple lesson of be and not seem, and if they continue their support to the unjust for personal interests, their future is irrelevance and loss of credibility in the West, and hanging in public square like otheagents in the East.

"ندائے خلافت" کے مشہور کالم نگار

عابداللہ جان کی کتاب

The End of Democracy

شائع ہوگئی ہے

ملنے کے پتے

1) قرآن اکیڈمی 36-k ماڈل ٹاؤن لاہور

فون: 5869501-03

2) قرآن اکیڈمی Dm-55 درخشاں خیابانِ راحت فیز 6

ڈیفنس۔کراچی (فون: 5340022-23)

3) قرآن اکیڈمی 18A ناصر مینشن شعبہ بازار ریلوے روڈ

نمبر 2 پشاور (فون: 214495)

4) مکان نمبر 20 گلی نمبر 1 فیض آباد ہاؤسنگ سکیم نزد فلائی اوور

برج I-8/4 اسلام آباد (فون: 4434438,4435430)

قیمت فی کتاب: -/900 روپے

5 یا اس سے زائد کاپیاں خریدنے پر نیز تنظیم اسلامی اور انجمن

خدام القرآن سے وابستہ حضرات کیلئے خصوصی رعایت۔

Vol: 13 Regd. No. LRL -50 No.13

Weekly Nida-e-Khilafat Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(E-mail:abidjan@tanzeem.org)

The Future of sell-out Intellectualism

In this age of agents upon agents, the imperial Washington cannot survive without agents among politicians, military commanders, intellectuals, journalists and people at the grassroots level. The question of their future and effectiveness particularly becomes serious when intellectuals are the subject of discussion.

A heated debate is underway on one of the internet discussion lists about Washington's funding to individuals and institutions for their intellectual activities.

Two important questions that re-surfaced from the discussion are: Is it necessary that an intellectual debate involve altercations about who is funding whom? Should motives or intention of anyone taking part in intellectual exercise be the subject of debate?

Intellectual Credibility

The aforementioned debate shows that there is a growing realisation among scholars about their intellectual credibility that needs a clean and independent intellectual life.

Intellectual life of organizations as well as individuals may be kept clean and healthful, if they avoid importing biases into their mind for fame, favors, or fortune. No one working for analyzing international affairs need be influenced in his speculations and observations. Let him do and say what strictly belongs to him.

Formal degrees in social sciences and instruction in his religious thoughts become meaningless when an intellectual's mind is over taken by the temptations for glory that yield him nothing but intellectual obstructions and doubts.

Soul mumps of Islam

The external influence and human instinct of grabbing opportunity to move up the ladder disease Muslim intellectuals as much as they influence non-Muslims with doubts, even about the Qur'an, which never presented a practical difficulty to any Muslim, — never darkened across any Muslim's road, who did not go out of his way to seek them.

As a potent weapon against Muslim unity, such doubts are exaggerated and highlighted for the sake of what the war-obsessed minds call a "war within Islam." These are the soul's mumps, and measles, which split gullible Muslims into different sects as much as the words and deeds of any so-called religious leader.

Long run failure

It is very difficult for human beings to build altars to fortune and then avoid sacrificing the principles and values they cherish for the pleasure of their benefactors. The long term failure of the sell-out intellectuals, however, lay in the contradiction of their faith, their course of thought and the words they utter to support of the hands that feed them. It is hard to separate their deeds from their thoughts and the expected "intellectual wonders" of which they are the visible conductors.

It shows that what externally seems as independent thought and immovableness of the sell-outs is actually compromise, submissiveness and self-annihilation. Our intellectual life might be much easier and simpler than we make it by associating it with one or another reigning ideology; that the world might be a happier place than it is; that there is no need of struggles, convulsions and despairs if we do not assist the world mastering demi-gods in miscreating evils for the world.

Against the laws of nature

We side with the triumphant hero, as we face the media blitz, against the "extremist" and the "terrorist"; but we become ourselves that extremists when we accept favours and write against our conscience.

A little consideration of what takes place around us every day would show us, that a higher law than that of the will of the US regulates events; that our selling our soul to justify godless ideologies and oppressive systems are unnecessary, and fruitless; that we are not strong only in the lap of Washington, and only by contenting ourselves with accepting and telling the truth we become divine.

Only truth will relieve us of a vast load of care. Submission to the ephemeral powers and their injustice definitely ensures a few days of our glory. However, we prosper forever when we accept the Truth. When we struggle to go against nature, we are destined to fail. The whole course of things goes to teach us faith. We need only obey.

Alternative for Muslim intellectuals

The co-opted intellectuals among Muslims forget themselves, and ape the customs and values of their masters, to deserve the praise and prize. Let them be great, and reputation shall follow them. Nothing is more deeply punished than the neglect of the affinities by which alone intellectuals should interact and society should be formed, and their insane levity of choosing ideologies by others' eyes.

Why do some Muslim intellectuals choose so painfully their place as "moderate," "liberal," or "progressive" Muslim allies, and pro-Washington models of action? Certainly there is a possible right for us that precludes the need of balance and willful election. For Muslims there is a reality, a fit place and congenial duties.

Signing, for example, the least understood "no to political Islam" petitions will yield them nothing. However, by throwing out the instinct of self-aggrandizement and self-promotion at all cost, Muslim intellectuals can effectively place themselves in the middle of the stream of power and wisdom which animates all whom it floats, and they are without effort impelled to truth, to right, to justice and a perfect contentment.

Then Muslim intellectuals can put all gainsayers, opportunists in the wrong. Then they are the world, the measure of right, of truth, of justice. If we refuse to tell as it is, the life would go on far better; society would organize itself, but we would be thrown in the dust bin of history just as those who supported Baathist, communist or any other ideology before these.

A sell-out cannot hide himself

An intellectual's defending himself in public gains him nothing for the history and the constitution within himself is there to judge him. For our body we may compromise and prefer material comfort at some cost. However, our justification for securing material comfort does not satisfy our soul for which right or justice is the choice of our constitution; is the state or circumstance desirable to our constitution.

Time holds every intellectual, irrespective of his religious faith, amenable to reason for the choice of his association. It is not an excuse any longer for his promotion of war, and aggression and his support for tyranny are indirectly leading to good. What business has he with accepting gifts and benedictions from the unjust? Has he not a *calling* in his character.

The ways to deception

These days, each pro-Washington Muslim